Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صفحہ ۱۲ سے ۱۲ لایق توجہ و ملاحظہ مسلمانان عالی ہمت و مہربان گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر پنجم و ششم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہبی مخالفین اہل السنۃ

بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ بابصار	قیمت سالیانہ بابت بیمہ
درجہ ۱	اخص قسمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	مفت	۶ سے
درجہ ۲	خاص قسمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و اعیان و لائبریری ہا دو سو سائٹی ہا	مفت	مفت
درجہ ۳	عام قسمت	متوسط اہل وسعت	۸ سے	۸ عصر
درجہ ۴	رعایتی قسمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی رکھتے ہیں مگر سو روپیہ ماہوار سے کم آمدنی رکھتے ہیں	۱۲ سے	۱۲ سے
درجہ ۵	للّٰہی قسمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہ رکھتے ہیں مگر علمیت رکھتے ہیں	مفت	ایضاً

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

(۳) خط کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے سب نشان مندرجہ ذیل ہونا چاہئے۔ وارسال زر بچیک منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری از الیر کوٹلہ ضلع لودہانہ

Malerkotla

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

(دفعہ ۱)

اشتہار

(یکھنزار)

خاکسار بذریعہ اشتہار ہٰذا یک ہزار روپیہ نقد کا اس شخص کو وعدہ انعام دیتا ہے جو ان مقصدہا و مہتمات کا جو الہدیٰ کے ذمہ لگائے ہیں (اور درد اشاعۃ السنہ جلد ۱۰ نمبر ۱ صفحہ ۱۹ سے منقول ہیں) اگر ان کتب مسمولہ پتہ تک سے (جو شائع شدہ ہوں) وسفاء مخالفان کی متعلق بہا ہیں) ثابت کرے یا ان کا دخل مذہب حامی ثابت ہو یا اس اصول و قانون سے جو انتہاء مصرف شائع ہے اور دیباچہ شہر ایقاظ و الیقاظ ملاحیات مندی اور اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۲ و ۱۳ میں لصفحہ ۱۲ و ۱۳ ایمان ہوا ثابت کرے

المشتہر

ابو سعید محمد حسین لاہوری

التماس

ارباب ہمت و اصحاب غیرت سے کوئی اخبار نویس جلد مزاج عالم و اصلاح پسند دفع اختلاف و اتحاد اہل اسلام درج کریں

نمبر اول

مسلمانون کی خوفناک حالت

لایق ترحم و توجہ گورنمنٹ

ع

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

تمہیدات

اوّل

جب کوئی اپنے بیمار کے درمان و علاج کا حکیم حاذق سے خواہان ہوتا ہے تو پہلے اسکو اس بیمار کی شکایت ضرور کرنی پڑتی ہے کہ اُسکے پیٹ مین یہ بلا ہے اور اُسکے سر مین یہ آفت ہی ایسا ہی اگر کوئی اعلیٰ حاکم سے اپنی حقر سے یا کسی ظالم (حاکم یا رعایا) کے ظلم سے مخلصی چاہتا ہے تو اُسکو بھی ضرور اپنی یا دوسری بہائی یا حاکم وقت کی کچہہ نہ کچہہ نقصان یا بُرائی بیان کرنی پڑتی ہے +

اسکو کوئی یہہ سمجھے کہ یہہ اپنے یا اپنی قوم یا حاکم کی توہین و تحقیر کرتا ہے تو یہہ اُسکی نافہمی ہے جس کا (بجز شافی مطلق) کسی طبیب حکیم ڈاکٹر فلاسفر کے پاس کچہہ علاج نہین اور جو اُسکی نسبت یہہ خیال کرے کہ اِس بیان و شکایت مین علاج و اصلاح کی نیت نہین صرف بدگوئی مقصود ہے یہ اسکی بدگمانی ہے (جسکا بجز سکوت کچہہ جواب نہین)

اسی روش پر ہمکو (جو اپنی بیمار قوم کی مُہلک مرض کے درمان و علاج کی پہلی اپنی قوم سے پہر اپنی مہربان گورنمنٹ سی خواستگار ہین) ضروری ہوا کہ ہم پہلے اپنی قوم کے خوفناک حالات کو بیان کرین پہر اسکے علاج کے خواہان ہون پس

+ ہان اگر کوئی دنیا و آخرت کا خوف رکہکر سُنے تو جواب ہی جو مضمون آیندہ مجدد مین بصفحہ (۱۳۸) عنقریب آویگا۔

ناظرین باتمکین اس بیان کو تحقیر و توہین مسلمانان نہ سمجہین بلکہ غمخواری و تیمارداری خیال کرین اسمین (ہمکو لایق بدگمانی سمجہکر) بدگمانی نہ کرین اپنی عالی ہمتی اور نیک نیتی پر نظر رکہکر حسن ظنی کو کام مین لاوین ع بر من منگر بر کرم خویش نگر۔

تمہید دوم

یہہ ایک سرسری اور اکثری بات ہی کہ گورنمنٹ نیوٹل (یعنی غیر طرفدار) ہے اور وہ رعایا کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتی اور اسکو ایسا ہی ہونا چاہئے مگر اگر غور سے دیکہا جائے تو یہہ بات کلیۃً صحیح نہین اور نہ کسی گورنمنٹ کو (جو عدل کا دعوی اور شایستگی انتظام کو شعار رکہتی ہو) ایسا کرنا مناسب ہی بلکہ گورنمنٹ کا نیوٹل ہونا اور مذہبی امور مین مداخلت نہ کرنا خاصکر اُن ہی مذہبی امور کی نسبت ہی جنکو پولیٹکل معاملات یا انتظامی سلسلہ سی تعلق نہین ہے اور جن مذہبی امور رعایا کو سلطنت پر اثر ہے یا انتظام مین دخل ہے اسمین دست اندازی کرنا ہر ایک گورنمنٹ کا (جو اصول سیاست کی پابند ہو) فرض ہے اور اسی پر ہماری برٹش گورنمنٹ کا عمل ہے۔

تمثیلات

ایک شخص اپنی مذہب کی ہدایت سی (جسکو وہ مذہبی ہدایت سمجہتا ہی گو اصل مذہب کی وہ ہدایت نہ ہو) اپنے مخالفین مذہب کو قتل کرنا چاہے یا اس فعل کے لوگون کو ترغیب* دی تو کیا گورنمنٹ اسکو اس مذہبی فرض کے ادا کرنے سے نہین روکتی؟

* چنانچہ ایک مولوی صاحب نے اپنی مخالفین مذہب کی نسبت ایسا فتوی دیا ہی بلکہ اسکو بطور رسالہ چہاپکر مشتہر کر دیا ہے ہم انکا یا اُن کے رسالہ کا نام لینا ابھی مناسب نہین سمجہتی اگر ہماری یہ اجمالی اشارون اور خفیف نسخون نی ان بیمارون پر اثر نہ کیا تو ناچار نمبر دوم اس مضمون مین انکا نام بتایا جاویگا۔

بیشک روکتی ہے اور اسکو روکنا لازم ہے۔

اس دست اندازی پر اگر کوئی سوال کرے کہ گورنمنٹ تو نیوٹل ہے پھر وہ ہمکو ہمارے اس مذہبی فرض سے کیون روکتی ہے اور ہمارے مذہب مین کیون مداخلت کرتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ گو مین نیوٹل ہون اور کسیکے مذہب مین دخل دینا میرا کام نہین مگر اسی حد تک اور اسی مسئلہ تک کی نسبت جسکو انتظام عام یا پولیٹیکل معاملات سے تعلق نہ ہو اور یہ مسئلہ (قتل مخالفین مذہب) ایسا ہے جسکو نہ صرف نظام عام رعایا سے تعلق ہے بلکہ اصول سلطنت اور گورنمنٹ سے بھی پورا تعلق ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت بھی اگر گورنمنٹ نیوٹل ہو رہیگی تو ایک نہ ایک دن اسکو ہندوستان چھوڑ کر انگلینڈ کی راہ لینی پڑیگی کیونکہ گورنمنٹ خود بھی اس مسئلہ کے استعمال کا محل ہو سکتی ہے اسلئے کہ مذہبی مخالفت جو اس مسئلہ کا اصول ہے اسمین بھی موجود ہے۔

(۴) ایک مسلمان ہندؤن کے بتخانہ کو یا ایک ہندو مسلمانون کی مسجد کو گرانا چاہے یا ایک دوسرے کے معبود یا بانی مذہب کی توہین کرے اور اس امر کو وہ اپنا مذہبی فرض سمجھ لے تو کیا گورنمنٹ اسکو بلا استغاثہ یا باستغاثہ فریق ثانی اس فرض کے ادا کرنیسے نہین روکتی؟ بیشک روکتی ہے۔

اسپر بھی اگر دھی سوال دست اندازی مذہبی کوئی کرے تو گورنمنٹ اسکا جواب بجز اسکے کچھ نہین دیسکتی کہ اس امر کو انتظام عام مین دخل ہے گورنمنٹ اسکی نسبت نیوٹل نہین ہے۔ اسکے نظائر اور بہت ہین از انجملہ بعض نظائر کا ذکر مضمون آیندہ مجددؒ کے خاتمہ پر بیان ہوگا۔

---

† جیسے ہندؤن مین ستی مہاپتیا کرکے خودکشی کرنا مسلمانون مین پردہ فروشی اور دشمنی جاری کرنا وغیرہ۔

تمہیدات ہوچکین اب اصل مضمون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے

جون جون ہم اور ہمارے ہمدرد محب القوم والوطن مسلمانون کے باہمی اتفاق بھم پہنچانے مین کوششین کرتے ہین اسکی تائید و ترغیب مین پُرزور و باثر مضامین قلمبند کرکر اخبارون اور رسائل مین چھپواتے ہین اور اس اتفاق و استحاد کے وسائل (انجمنین اور سوسائٹیان) قایم کرتے ہین تون تون ہمارے ہی فاسد اعضا بعض مسلمان شوریدہ بخت واژگون نسبت (جنکی بدنصیبی سے یہ بیت حاکی ہے

باب زمزم و کوثر سفید متوان کرد ۔ گلیم بخت کسی را کہ بافتد سیاہ)

درپئی تفرقہ و فساد و باہمی بغض و عناد ہوتے جاتے ہین مسلمانون کو ایک دوسرے کا دشمن بناتے ہین - کینہ و عداوت و تفرقہ و مہاجرت کا سبق پڑہاتے ہین رات دن بذریعہ تحریر و تقریر علحدگی و نفاق کی منادی سُناتے ہین کہ اپنے مخالفین کو (جو اصول مین ان کے موافق ہین صرف فروعات مین مخالف ہین) دین سے خارج سمجھو انکو اپنی مسجدون سے نکالدو ان کے پیچھے نماز نہ پڑہو ان کے پاس بیٹھنا ساتھ چلنا کھانا پینا موقوف کردو وعلی ہذا القیاس - اور جب وہ دیکھتے ہین کہ صرف معمولی فروعی اختلاف پر یہ احکام نہین لگائے جاسکتے اور اگر لگائے بھی جاتے ہین تو وہ عام لوگون مین چل نہین سکتے تو وہ اس تفرقہ کو قائم کرنے اور ان احکام شقاق و نفاق کو جاری کرنیکے لئے جھوٹ و افترا سے کام لیتے ہین - اپنے **مسلمان** اور **سُنی** بھائیون کی نسبت ایسی باتین خلاف واقع اور ناحق شائع کرتے ہین جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا اہلسنت و جماعت کے احاطہ سے نکال دین (جیسے انکا یہ **افترا** کہ خدا تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اور یہ **افترا** کہ انبیا علیہم السلام کو خطا کار یا گنہگار کہنا جائز ہے - اور یہ **افترا** کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین نہین ہین - اور یہ **افترا** کہ رجعت (جسکے شیعہ قائل ہین) برحق ہے - اور یہ افترا کہ چارون اماموں کے پیرو (حنفی شافعی حنبلی مالکی) اور چارون طریقہ

نوٹ ☨ دیکھو مضمون منافع اتفاق و مضار نفاق مندرجہ جلد ۲ نمبر ۳ و مضمون اتحاد مندرجہ جلد ۲ نمبر ۴ جو انجمن ہی اہل اسلام کا لکھا ہوا ہے اور نہایت پُر زور ہے جسکو ہر قوم کے ملزوم ہے اسکا خلاصہ کسی پرچہ مین نقل کرینگے - اور مضمون ہی کی اشاعت رسالہ چشمہ فیضیا نے اپنے نمبر ۵ جلد ۴ اور حقانی نے اشاعت مذہب اہلسنت رسالہ حجتیہ نے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۲ نمبر ۱ جلد ۱۳ اور مضمون کفر و کافر رسالہ فرقان نے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ و ۱۱ جلد ۱۳ وغیرہ وغیرہ -

☨ جیسے انجمن ہمدردی اسلامی لاہور و انجمن اسلامیہ پیلی بھیت حسب بنداد اصد جلد ۲ نمبر ۵ و انجمن اسلامیہ میرٹھ وغیرہ وغیرہ

کہ متبع (چشتی قادری نقشبندی سہروردی) سب کافر ہین - اور یہہ افترا کہ ختنہ کی چربی حلال ہے - اور معاذ اللہ ——— نے وہ پنیہ شام جسمین وہ چربی تھی کہایا ہے اور یہہ افترا کہ مردون کو بالیان پازیب زیور وغیرہ پھننا درست ہی اور یہہ افترا کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت اور دوزخیون کا کام ہے اور یہہ افترا کہ وضو مین بجائے پاؤن دھونے کے انپر مسح کرنا فرض ہے وغیرہ وغیرہ جیکی تفصیل مین تطویل ہے -

اِس قسم کی افترا پردازیان اور فتنہ انگیزیان سب سے پہلے شہر دہلی (جو ہمیشہ سے ہر ایک فن (بھلے یا بُرے) کے اہل کمال کا مرجع و مجمع ہے - وہان کے علماء صلحا مین تو بے مثل ہین مفسد و شوہدے ہین تو بے نظیر) سے سرزد ہوتی ہین پھر اور دیار و امصار (ہندوستان و پنجاب) مین پھیلتی ہین - ان باتون کو ناواقف خدا ترس (اِس خیال سے کہ وہ علماء دہلی کے مُہری فتوی مین منقول و مندرج ہین اور مفسد شریر النفس (اپنی خُبث باطنی کے اقتضا سے) بدل قبول کرتے ہین اور عام لوگون مین پھیلاتے ہین اور یوماً فیوماً البغض و عداوت باہمی اہل اسلام کو بڑہاتے ہین - یہہ بازار فتنہ و فساد کا دہلی مین مدت سے گرم تھا ۱۸۸۱ء مین جی جی ینگ صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت دہلی نے ہمیشہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری (جو اِس تفرقہ و فساد کے نتائج تھے) کے سُننے سے تنگ آکر اِس بازار کو سرد کرنا چاہا - اور جانبین کے علماء و مقتدا دن کو بُلا کر دوستانہ طور پر سمجھایا کہ آپ لوگ عوام کے فتنہ کو بند کرین اور باہم اتفاق و اتحاد اہل اسلام کو قایم رکھین - تسپر فریقین کے سرآمد علماء نے جو اُسوقت مرجع افتا رہے تھے توجہ فرمائی اور ایک تحریر پُر تاثیر خوش تقریر (جسکا خلاصہ ذیل مین درج ہے) قید قلم مین لاکر اپنے اپنے فریق کے علماء و فضلاء کے دستخطون و مواہیر سے مسجل و مزین فرماکر صاحب کمشنر کے پاس تصدیق و شہادت واقعہ

(نہ کسی مسئلہ کی تصفیہ و تحقیق کے لئے) پیش کی - اس تحریر کو بتمامہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۵ مین درج کر چکے ہین - اسمقام مین اسکا ایک حصہ بعینہ اسکی عبارت سے نقل کرتے ہین -

نقل پارہ از تحریر علمأ دہلی مدخلہ و مصدقہ عدالت کمشنری

"چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسائل فروعیہ مین تنازعات بیمعنی برپا کر کے طرح طرح کے اشتہار و رسائل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار و رسایل ہماری نظر سے گذرے ہر چند بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہلسنت والجماعت تقریراً و تحریراً کہنے لگا - اور باہم فساد و عناد بڑہتا گیا اور یہان کے فساد سے اور بلاد و قصبات مین بھی نزاع و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بفوجداری پہنچی - حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات مین بغض و عناد و فساد نہ تھا - ایکدوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجھتا تہا اور آپسمین محبت و اتحاد تھا اور آجکل لوگ اُنھین فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب اتفاقی حرمتون مین مبتلا ہو رہے ہین کیونکہ ضد اور کینہ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہے وہ یہ ہین - نجاست آب - آمین بالجہر فی الصلوۃ رفع الیدین فی الصلوۃ - رفع سبابہ و دیگر مسایل اختلافیہ - بعض نے انکو حرام سمجھا - اور بعض نے سُنن موکدہ - غرضکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے -

ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جایز ہے پس جو شخص

والعبادات والحرکات والٰہی ریاست والسکنات

کرے اُسکو منع نکیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنی چاہئے اور جو نکرے اُسپر غیر راضی ہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے اور آپسمین محبت اور اتحاد رکھین کوئی کسیکو بُرا اور بدمذہب نجانے۔ مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عملدرآمد متقدمین کا رہا ہے عامل بالحدیث اپنی طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل سے مجاز و مختار ہے۔"

نقل مواہیر علما، دہلی فریقین وغیرہ جو اس تحریر پر ثبت ہیں۔

فریق عامل بالحدیث		فریق عامل بالفقہ			
مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف
محمد سید نذیر حسین ۱۲	اس گروہ کے رئیس اعظم ہین اور حدیث کے مدرس و مفتی۔	محمد نثار	اس فریق کے امام ہمناظر و مصنف مدرسہ حنفیہ کے معاون ناصر	محمد عبداللہ	مدرس مولوی عبدالحق صاحب مدرسہ حقانیہ پیشاور و صدر مدرس
حفیظ اللہ حسبنا اللہ بس	حافظ مولوی واعظ مشہور شہر دہلی کے۔	محمد عبدالرب	واعظ مشہور دہلی و سہانپور	عبدہ محمد	۱۲۸۳ حافظ و واعظ مشہور
شرف سید کونین شرف حسین	مولینا سید نذیر حسین صاحب کے جانشین اور نواسہ	عبدالحق حسن عبید محمد	۱۲۸۸ھ مسجد فتحپوری	محمد رحیم بخش	

فریق ثالث بالخیر جسکو دو فریق سے سادی تعلق ہے

انہ کان منصورا	سید محمد امام مسجد جہان نما

مولوی ابوالمنصور امام حسن خانہ عالم شہر اور جامع مسجد کے امام

اس تحریر پر ان علما کے علاوہ اور بہت سے فضلا و علما فریقین و ثالث طرفین کے دستخط و مواہیر ثبت ہین مگر ہمنے ایک خاص غرض سے جسکو مقام بیان علاج مین ظاہر کرین گے صرف ان علما کی مہرین نقل کی ہین جنکا علما و مقتدا ہونا اسوقت اپنے اپنے فریق مین مسلم

وشہور ہی +

یہ تقریر سراپا تنویر تریاق التاثیر ان مردہ دلون پر (جو حسد وعناد وشر وفساد پلائے گئے ہین زہر ہلاہل بنکر گرے یا زہر آلودہ خنجر ہوکر لگی اور وہ صلح جو اس تحریر کی تاثیر سے پیدا رہوئی تہی انکو موت سے بھی بدتر معلوم ہوئے پس فی الحال اس عہد کے توڑنے اور اس صلح کے فسخ کرانے کی تدابیر کرنے پر پی ہوگئے۔

ایک مدت کے بعد پھلے تو اونھون نے یہ تدبیر فساد وباہمی جنگ وعناد کی نکالی کہ ایک تحریر جناب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی بنام جناب مولوی ولایت علی صاحب حنفی فرخ آبادی مدرس مدرسہ جناب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی بمقام شہر پٹنہ اس مضمون کی روانہ کی جسکی تفصیل نقل سے باوجودیکہ "نقل کفر کفر نباشد" مسئلہ مشہور ہی ہمارے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہین اور قلم وزبان کو ہمارے شرم وحیا کے طاقت بیان نہین ہی اور اسکا اجمالی بیان یہ ہی - کہ تمہارے اکابر مذہب ومشائخ طریقت کے فلان وفلان (جنکے نام نامی کا ذکر بھی اسمقام مین گستاخی وبے ادبی سے خالی نہین) سب کے سب کافر ومرتد وجہنمی گذرے ہین اور ہمارے علماء مذہب فلان فلان ایسے اور ایسے عالم ومجتہد ہین اسی قسم کے اور کفریات واکاذیب اس تحریر مین درج ہین (جنکا صدور مسلمان کی شان سے بعید ہی)

اس خط کو اور مضمون نے خود ہی دہلی - دیوبند - سہارنپور - گنگوہ - لودہیانہ لاہور وغیرہ بلاد ہند وستان وپنجاب مین پہیلایا اور عام لوگون کو اسکایا اور جوش دلایا کہ گروہ عاملین بالحدیث عاملین بالفقہ کو ایسا برا سمجھتے ہین لہذا انسے دشمنی وعناد عاملین بالفقہ کا مذہبی فرض ہے - ہر چند اس خط اور اسکے اشاعت نے بعض سادہ مسلمانان ضلع سہارنپور ولودہیانہ پر کچھ اثر کیا انہون نے بلا تحقیق اسپر اعتماد

کر کے عاملین بالحدیث کو مسجدوں سے نکالنا شروع کر دیا اور اپنا دشمن و مخالف سلام سمجھ لیا
مگر اکثر بلاد کے علماء و صلحاء و عقلاء و رؤسا نے اسکو دروغ بیفروغ سمجھکر اسکی طرف التفات نہ کی
الغرض اس جعلی خط کا اثر پورا پورا نہوا۔

یہ دیکھکر ان ہی حضرات نے یا انکے اور ہمخیال بھائیوں نے انہی دہلی کے مفسدوں کے مشورہ و
معاونت سے ایک اور فتوی بطور رسالہ اس مضمون کا تیار کیا کہ گروہ عاملین بالحدیث اہلسنت
وجماعت سے خارج و گمراہ ہیں انمیں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بعض موجب کفر ہیں بعض موجب ضلالت
و فساق کی مفسد (جنکی تفصیل ہم بصفحہ (۱۴۱) کر چکے ہیں) لہذا انکے ساتھ ملنا بیٹھنا انکے پیچھے نماز پڑھنا
درست نہیں۔ اور اسکے **ذیل** میں اس تحریر **معاہدہ مقدمہ کشمیری** دہلی کی بااعتباری
یوں بیان کی کہ صاحب مقدمہ دہلی نے ان دو فریق کا باہم ملاپ و اتفاق کرایا تھا وہ فتوی شرعی
و لائق اعتبار نہیں ہے اور اسپر **تین دلایل** پیش کئے **اول** یہ کہ صاحب مقدمہ کو نہ کسی موقعہ میں کبھی
دخل در فتوی پر مہر کرنیسے کیا کام **دوم** یہ کہ اسمیں سوال (جسے فرمائیدہ علماء دین) و جواب
(بحوالہ الکتب کہاں ہے) **سوم** یہ کہ اسپر دستخط کرنیوالے اب علماء نہیں۔ بعض طرفین کے مولوی ہیں
اس رسالہ پر اونہوں نے جھوٹی سچی مہریں کرا کر ایک مولوی صاحب کے (جنکی اسم و رسم سے ہم واقف
نہیں لہذا ہم انکی نسبت کسی قسم کی رائے قایم نہیں کر سکتے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس فساد و خلاف
بیانی کے متصدی و پیش امام ہوئے یا وہ کسی مفسد کے دھوکہ میں آگئے یا وہ اس رسالہ کے مضامین
ہی سے بےخبر محض ہیں) نام مذکر کے ایک **گلابی رنگ** کا چودہ صفحہ پر مطبع فیض محمدی لکھنؤ میں چھپوایا

اب **وہ چودہ صفحہ** رسالہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہروں میں مشتہر ہو رہا ہے اور اسکو دستاویز
سمجھکر یہ دہلی کا مہری فتوی ہے) ناواقف لوگوں کو دن رات بہکایا اور جوش دلایا جاتا ہے کہ گروہ
عاملین کافر و مرتد و خارج از ملت ہیں انکے ساتھ ملنا بیٹھنا کسی کام میں شریک ہونا مسجدوں میں آنیکو روکنا
دینا جایز نہیں ہے۔ اس **کارروائی** تفرقہ کا نتیجہ بقرینہ واقعات اور بحکم مشاہدہ و فراست ہونیوالا
ہے کہ جماعت عاملین بالحدیث عموماً مسجدوں سے نکالی جائینگی وہ نہ نکلے تو فریق کے ہاتھ سے مار پیٹ کھائیگی

ان مہروں کی جو پہلی ہے وہ بھی
یہ وجہ ہے کہ جن
سے فقرا کا پتہ
فریق عاملین
بالحدیث کے
فیصلہ مقصد تھا
حالت کشمیری
پر مہریں ہیں
انکی مہریں اگر
ہوتیں تو ہم بھی
تنزل پر ہی
ثبت ہیں اور
انکی حالت
واقفیت سے
یہ امر بعید ہے
کہ وہ ناقص
تحریروں پر
دستخط و مہر
کریں اور
پھر انکو تحریر
پر انکی مہریں
صداقت
کو ثابت کرنے
کے لئے
استشہاد دی
ہو اگر اس
دوسری تحریر
پر انکی مہریں
جعلی اور جعلی
قرار
دی جاویں

یا عدالت کے دروازون پر ڈیرہ لگا ئینگے یا گورنمنٹ پنجاب مین ڈپوٹیشن یا ہیومر یا مس کلرک جسمین صرف اکہ نقصان پہنچیگا بلکہ گورنمنٹ اور اسکے معزز افسرون کا بیش قیمت وقت بھی صرف ہوگا یہ تو ان بیمارونکی کیفیت مرض ہے اب جو اسکا علاج لایق توجہ معززین اہل اسلام گورنمنٹ والا مقام خاکسار (راقم) کے فکر و خیال مین آیا ہے وہ عرض خدمت جانبین ہوتا ہے۔

علاج لائق توجہ و تعمیل اہل اسلام

اہل اسلام سے جو صاحب علم و انصاف ہین وہ خود جانتے ہین کہ گروہ علماے اہلحدیث کو جمیع علوم بالفقہ سے اصول عقاد و امہات مسایل مین اگر چند مسائل فروعیہ عملیہ کے جنمین کسی جانب سے بوجہ خطا کا یقین نہین ہوسکتا) اختلاف نہین ہے بلکہ وہ اکثر مسایل و اصول مین ایک ہین اور جنکو کسی مسئلہ مین کچھ اشتباہ یا قلت اطلاع ہو وہ بشرط استطاعت اس گروہ کے معمولہ و مسلمہ کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو جنپر انکا عملاً و اعتقاداً اعتماد (واستناد ہے) مطالعہ کرکے دیکھین کہ آیا ان کتب مین ان باتون کا جوان کے ذمہ لگا ہوا جاتا ہین اور وہ بضعف (۱۲۹) منقول ہوچکی ہین کہین اثر و نشان ہے جسکو یہی منقطعت نہو وہ اسی فیصد و قرار داد فریقین کو جو عدالت کمشنری دہلی مین گویا رجسٹری ہوچکا ہے ملاحظہ فرماوین جسمین باتفاق علماء فریقین صاف تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کا انکا اختلاف صحابہ کی مانند صرف بعض مسایل فروعیہ مین ہے اصول مین نہین ہے اصول مین یہ سب اہلسنت و جماعت مین ایک ہی دو سے کیپیچھے نماز درست ہے اور جو اس فیصلہ کی بے اعتباری پر اس تحریر سے اپنا تیز دیتے تین دلایل قائم کیے ہین انکو وہ محض مغالطت و دھوکہ سمجھین دلیل اول کو اسلئے کہ صاحب کمشنر نے اسمین تصدیق مسایل کے لئے دستخط نہین کئے بلکہ بغرض شہادت واقعہ۔ گویا اس فیصلہ کو رجسٹری کردیا ہے تاکہ مفسدین کو اسمین انکا کسی گنجایش نہ رہے اور ظاہر ہے کہ کوئی امر شرعی بیع یا نکاح یا ہبہ یا طلاق عدالت مین رجسٹری کرانیسے غیر شرعی اور باطل نہین ہوجاتا **دوم** کو اسلئے کہ دینی مسایل و فتاوی کے صیغہ و پایہ کا سوال اج جواب پیش آتا

نہیں ہے دیکھو قرآن مجید یا صحیح بخاری یا ہدایہ میں کہیں ایسا ہی فرمائیدہ علماء دین کا لفظ نہیں ہے پھر کیا وہ مسائل جو ان کتابوں میں نہیں شرعی مسائل متصور نہ ہوں گے

سوم ثم کو اسلئے کہ اس فیصلہ پر جن لوگوں کی مہریں ہیں وہ سبھی علما نہیں ہیں تو بعض تو بلا خلاف علماء ہیں جنکا نام نامی ہمنے اسمقام میں (اسی بات کو جتانے کے لئے) نقل کیا ہے ہیں اور انکا علما ہونا اس تحریر پر تنزویر میں تسلیم کیا گیا ہے بلکہ انہی علما کی مواہیر سے اپنی تحریر کو دہلی کا مہری فتوی بنایا ہے اور عام لوگوں نے جو ہوی کو فتوہ پر تہ اکر دیئے ہیں کیا اور تصدیق مسئلہ کے لئے بعض مصدقین کا علما رہونا کافی ہے اسکو غیر علماء کا مان لینا اور اسکی تصدیق کرنا اسکو شرعی حیثیت سے خارج دبے اعتبار نہیں کرتا اس **بیر** ہے کہ کس ناکس کو عالم ہو خواہ عامی ان باتوں کی کذب بھی ہونیکا یقین ہو سکتا ہے اور مفز خیر خواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام خصوصاً اسلامی انجمنوں کے عیان کی توجہ ہے اس یقین کی اظہار اور ان کا ذب کی بے اعتباری کے اشتہار سے وہ مرض تفرقہ و فساد و بغض و عناد اہل اسلام سے دور ہو سکتا ہے **اب جنکو** دلمیں پھر بھی یہ مرض ہے انکے لئے دو نسخہ اور تیار ہے **اول** ہزار روپیہ کا اشتہار **دوم** جیو ڈالو ان باتونکے قایل پر لعنت کی بوچھاڑ۔

اشتہار تو اس رسالہ کے سرورق پر ثبت ہے جسکو احمدیہ میں ان باتونکے پانچ جانے کا دعوی ہے یقین ہو وہ اس اشتہار کا جواب دے یا کسی سے دلوائے اور ہزار روپیہ انعام پائے۔

اور **لعنت** ہزار دہ حاضر ہے جہان اور جسوقت چاہو احمدیہ کہنے کو حاضر ہیں کہ جو ان باتونکا قایل ہو اسپر ہزار لعنت ہو اور جو ناحق کسی پر بہتان بندھے اسپر ہزار نہیں تو پانچ ہی سو سہی۔ پانچسو کی انکو رعایت کیجگی۔ انکے مخالف اپنے دعوی و یقین میں سچے ہیں تو اسپر (بالجہر نہ سہی) آہستہ ہی آمین کہیں گے اور کتابی بحث کرینگے ان باتونکا افترا ہونا محدثین کی کتب معمولہ سے ثابت کر دینگے اور جن عبارات کو کتب جہاد و چھجو وغیرہ سے ان حضرات نے ان باتونکو اختراع کیا ہے انکا جواب بھی دینگے۔

علاج لایق توجہ گورنمنٹ

مجدد

کسی کی ذاتی وشخصی وصف منقصت یا کمال سی بحث کرنا چندان ضروری امر نہین ہے مگر جب وہ ذاتی وشخصی وصف قومی وصف ہوجائے اور اسکا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف ذاتی وشخصی نہین رہتی اور اس سی بحث قومی ضروریات سی ہوجاتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہی اور اسکی کلام کا اثر اسکی جان یا مال پر پہنچنے والہ ہے تو اسکی ذاتی چال وچلن سے بحث کرنا ضروری وقومی امر ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما ومقتدا ہی اور اس سے عام لوگون کی ہدایت یا ضلالت متصور ہے تو اسکی ذاتی حالات سے بحث کرنا اور اون لوگون کا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور مین بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین۔

اسی اصول* پر محدثین نے سلف سی خلف تک حدیث کے راویون اور دین کے امامون کے حالات سے بحثین کی ہین اور فن اسماء الرجال مین کتابین لکھین ہین اور مورخین نے سلاطین زمان وغیرہ اعیان کے حالات مین تاریخین تالیف کین۔

اسی اصول پر ہم بہی بعض اوقات بعض اعیان اسلام کے حالات سی بحث کرتے ہین اور انکے نشر مناقب ومحامد کو موجب ہدایت ہزارون اشخاص کا جو انکی طرف رجوع کرین اور انکی تالیف سے ہدایت پاوین خیال کرکے اشاعۃ السنہ مین انکی فضائل وکمالات کو بیان کرتے ہین اس

---

* اصول جمع اصل بمعنے قانون ہی اور لغۃً کسی ایک قانون پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہی مگر چونکہ عام لوگ بجائے اصل لفظ اصول بولتے ہین اور اگر لفظ اصل بولا جاوے تو سمجھ نہین سکتے لہذا ہمنے بہی وہی عام فہم لفظ اصول بجائے اصل بولا ہی اور بمعنا العام فصیح کا لحاظ کیا۔

امر کو اگر کوئی ذاتی و شخصی بحث سمجھے تو یہہ اسکی نافہمی ہے اور جو اسکو اخبار نویسون کی سی خوشامد تصور کرے یہ اسکی سوء ظنی و بدگمانی ہے یہہ بدگمانی ہر ایک کام مین (اچھے سے اچھا کیون نہ ہو) ہو سکتی ہے (مثلاً ایک شخص دوپہر کی دہوپ مین نماز کے لئے کسی مسجد مین آتا ہے اسکے اس فعل مین یہہ بدگمانی ہو سکتی ہی کہ یہ ریاکار یا مکار ہے اس فعل سے یہہ تسخیر خلایق مدنظر رکہتا ہے) مگر خدا۔ رسول قران و اسلام ہمکو اس بدگمانی سے مانع ہین اور ہر ایک مسلمان کے فعل مین (گو وہ بدنیتی سے کیا گیا ہو) حسن ظنی و نیک نیتی کے گمان کرنے کو واجب کرتے ہین (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین بصفحہ ۹ کتاب و سنت سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے) لہذا کسی مسلمان کو نہین پہنچتا کہ ہمارے یا کسی مسلمان کے فعل مین (جب تک کہ اسکے پاس ایسی قطعی دلیل بدگمانی کی جو خدایتعالے کے سامنے قیامت کے دن چل سکے) موجود نہو بدگمانی کرے آیندہ اختیار ہی قیامت قریب ہی خدایتعالے رقیب ہی اگر اس بدگمانی پر قطعی دلیل نہو گی تو خدایتعالے سے جان چہوڑانی مشکل ہو جائیگے۔ اسبات کو عوام نہین تو مولویصاحبان تو سوچین جو قران کو موت کو حساب کو پس پشت ڈالکر ہماری بعض مضامین پر جہٹ فتوے لگاتے ہین کہ یہ فلانے صاحب کی خوشامد کے لئے ہے۔ اور انگریزون کی تالیف کے لئے ہی و علی ہذا القیاس۔

اسی اصول پر ہمنے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶ مین ایک مضمون بعنوان "نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات" لکہا تو اسکے ضمن مین نوابصاحب ممدوح کی نسبت بلا اختیار یہ فقرہ مدحیہ قلم سی نکل گیا کہ "جناب ممدوح کو بعض علماء نے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے" اسپر ہمارے ایک خیر خواہ دوست مولویصاحب نے جو ایک لکہنوی اخبار کے ایڈیٹر ہین یہہ نکتہ چینی کی ہے

کہ نواب صاحب ممدوح نے ایک مصور کو تصویر پر انعام دیا یا ریاست سے دلوایا ہے اور اپنی تصویر قد آدم کو تاج المحل بہوبال مین رکہوایا ہے"۔

اور ضمناً ہمپر بہی یہ **اعتراض** جڑ دیا ہے کہ "ہمنے انکو ایسی حالتون کے ساتہہ مجدد کیون قرار دیا ہے"۔

اسمقام مین ہم اِس دوست کا ازالہ شبہ و شکایت کرتے ہین اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ **اول** تو نوابصاحب سے یہ فعل سرزد نہین ہوا اور **اگر** بقول کسی مفتری و دروغ گو کے اسکا وقوع مان بہی لیا جاوے تو اس سی انکا مجدد ہونا زایل نہین ہوتا۔ **مجدد** ہونے کے لئے معصوم ہونا **شرط** نہین ہے اور منصب مجددیت عین منصب نبوت یا اسکا مساوی نہین ہے کہ مجدد سے کوئی خطا یا گناہ ہونا نہ پاوے اسکی شرط اور معنے **یہی ہین** کہ مجدد وہ ہے جو علم اور سنت کی اشاعت اور بدعت کی اماتت عمل مین لاوے اور دین کو مدد پہنچاوے اور جناب ممدوح سے علم و سنت کی اشاعت اور اسلام کی معاونت اور بدعات و منکرات کی بیخ کنی اس کثرت سے ہوئی ہے کہ پچہلے مجددین مین اسکی نظایر کم پائی جاتی ہین۔ اور اسکے مقابلہ مین وہ منکرات جنکو ہمارے دوست انکی ذمہ لگاتے ہین۔ (اگر انکو مان بہی لیا جاوے) بفحواے ارشاد واجب الانقیاد اِن الحسنات یذھبن السیئات لائق اعتبار و شمار نہین ہے۔

ہم پہلے اسی شق (دوم) کا ثبوت دیتے ہین شق اول (اِن افعال کے اونسے سرزد ہونے) کی پیچہے تفصیل کرینگے و باللہ التوفیق۔

ثبوت شق دوم

واضح ہو کہ یہ **لفظ** مجدد ایک حدیث **نبوی** کا لفظ ہے جسکو ابوداؤد نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اپنی کتاب سنن میں روایت کیا ہے۔ اِس **حدیث** کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے خدائے تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو پیدا کریگا جو انکے دین کو نیا کرینگے (یعنے

عن ابی ھریرۃ فیما علم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (سنن ابی داؤد ص ۳۳۵ ج ۲)	

رواج دینگے اور قائم کرینگے)۔ اِس **حدیث** کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اسکی تعیین و صداق میں انکا اختلاف ہو کوئی کسیکو اسکا مصداق بتاتا ہے کوئی کسیکو، اور اس لفظ **مجدد** کے معنے سبھی یہی بیان کرتے ہیں کہ جو سنت کو ظاہر کرے اور علم کو پھیلاوے اور بدعات و منکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہیں کہا کہ مجدد وہ ہے جو نبیوں کی طرح معصوم ہو اور کوئی خطا یا گناہ نہ کرے۔

امام جلال الدین سیوطی نے **مرقاۃ الصعود** شرح سنن ابی داؤد

ھذا الحدیث اتفق الحفاظ علی تصحیحہ منھم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل ومن نص علی صحتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر فاخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن وھب عن یونس عن الزھری قال فلما کان فی راس المائۃ من اللہ علی ھذہ الامۃ بعمر بن عبدالعزیز قال الحافظ بن حجر وھذا الشعر	مین کہا ہے حدیث کے حافظ اِس حدیث کی صحت پر اتفاق رکھتے ہین از انجملہ حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے مدخل مین اسکی تصحیح کی ہے اور پچھلے اِمامون سے حافظ ابن حجر نے اسکی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ متقدمین نے بھی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے حاکم نے مستدرک مین ابن وہب سے اسنے یونس سے اسنے زہری

بان الحديث كان مشهورا في
ذلك العصر ففيه تقوية لسنده مع
انه قوي لثقة رجاله انتهى وقال
ابو جعفر النحاس في كتاب الناسخ
والمنسوخ قال سفيان بن عيينة
بلغني انه يخرج من العلماء من يقوي
الله به الذين وان يحيى بن آدم عند
منهم وقال ابو بكر البزار سمعت
عبد الملك بن عبد الحميد الميموني يقول
كنت عند احمد بن حنبل فجرى ذكر
الشافعي فرايته يرفعه وقال يروي
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يبعث
الله لهذه الامة على راس كل مائة سنة
من يقرر لها دينها قال فكان عمر بن
عبد العزيز على راس المائة الاولى
وارجو ان يكون الشافعي على راس المائة
الاخرى واخرج البيهقي عن طريق
ابي سعيد الغيابي قال قال احمد بن
حنبل ان الله يقيض من راس كل مائة
سنة من يعلم الناس السنن وينفي
عن رسول الله الكذب فنظرنا فاذا

(آپ) سے اسحدیث کو نقل کیا ہے
پھر کہا (زہری نے فرمایا ہے کہ جب
پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا
تعالے نے اس امت پر عمر بن عبد العزیز
(خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا یعنے پہلی
صدی کا انکو مجدد بنایا حافظ ابن حجر نے
فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے
کہ یہ حدیث تابعیون کے زمانہ مین
بھی مشہور تھی اسمین اسکی سند کی
تقویت پائی جاتی ہے باوجودیکہ اسکی
سند راویون کی حیثیت سے بھی قوی ہے
ابو جعفر نحاس نے کتاب ناسخ ومنسوخ مین
کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ (تبع تابعین)
نے فرمایا ہے مجھے یہ روایت پہنچی ہے
کہ خدا تعالے علماء سے ایسے لوگون کو
پیدا کرتا رہیگا جن سے دین کو قوت رہیگا
میرے خیال مین یحیی بن آدم (محدث)
انمین سے ہے۔ ابو بکر بزار نے کہا ہم
سے عبد الملک سے سنا وہ کہتے مین احمد
بن حنبل کے پاس بیٹھا تھا وہان امام
شافعی کا ذکر چل پڑا تو مینے امام احمد حنبل کو

کل مائة سنة رجلا او اکثر یجدد لها دینها ای یبین السنة من البدعة و یذل اهلها قال ابن کثیر و یدعی کل قوم فی امامهم انه المراد والظاهر حمله علی العلماء من کل طایفة (یسیر تم جامع الصغیر)

اور اہل بدعت کو ذلیل۔
ابن کثیر نے کہا ہے کہ ہر ایک گروہ اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام اسحدیث مین مراد اور اسکا مصداق ہے اور ظاہر یہ کہ سبھی گروہ کے علماء کو اسمین داخل سمجھا جاوے۔

مجمع البحار مین شرح جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ

اِس مجدّد کی تعیین مصداق مین لوگون کا اختلاف ہے ہر ایک

وحدیث یبعث علی راس کل مائة سنة من یجدد دینها اختلوا فیه وکل فرقة حملوه علی امامهم ولا وجه الحمل علی العموم ولا یختص بالفقهاء انتفاعهم بأولی الامر والمحدثین والقراء والوعاظ والزهاد ایضا کثیر والمراد من انقضت المائة وهو حی عالم مشهور والحدیث اشارة الی جماعة من الاکابر علی راس کل مائة ففی راس الاولی عمر بن عبد العزیز ومن الفقهاء والمحدثین وغیرهم مالا یحصی وفی الثانیة المامون والشافعی والحسن بن زیاد

فرقہ اسکو اپنے ہی امام پر لگاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسکو عام سمجھا جاوے اور فقہا مذاہب ہی مخصوص نکیا جاوے کیونکہ لوگون کا دین مین نفع اوٹھانا سلاطین اور محدثین اور قاریون اور واعظون اور زاہدون سے بھی بہت ہوا ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو صدی گذرنے کے وقت زندہ ہو اور شرح شفاء سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث مین اس جماعت اکابر کی طرف اشارہ ہے جو ہر صدی مین ہوئے سو پہلی صدی مین (خلفاء سے) عمر بن عبد العزیز ہے

واشهب المالکی وعلی بن موسی ویحی بن معین ومعروف الکرخی وعلی الثالثة القدوری وابو جعفر الطحاوی الحنفی وابو جعفر الامامی وابو الحسن الاشعری والنسائی وعلی الرابعة القادر باللہ وابو حامد الاسفرائینی وابو محمد الخوارزمی الحنفی والمرتضی اخو الرضا الامامی وعلی راس الخامس المستظهر باللہ والغزالی والقاضی فخر الدین الحنفی وغیرهم الخ

(مجمع البحار ص ۲۲۷ جلد ۱)

اور فقہا و محدثین وغیرہ سے بے شمار تھے دوسری صدی میں (خلفاء سے) مامون اور (فقہاء سے) امام شافعی و حسن بن زیاد و اشہب مالکی اور (محدثین میں سے) علی بن موسی ویحی بن معین اور (زاہدوں میں سے) معروف کرخی تیسری صدی پر (خلفاء سے) مقتدر باللہ اور (فقہا سے) ابو جعفر طحاوی اور ابو جعفر امامی اور ابو الحسن الاشعری اور (محدثین میں سے) نسائی چوتھی صدی پر (خلفاء سے) القادر باللہ اور فقہاء سے) ابو حامد اسفرائینی اور ابو بکر خوارزمی حنفی اور مرتضی امامی رضا کا بھائی۔ پانچویں صدی پر خلفاء سے مستظہر باللہ اور فقہاء و زاہدوں سے) امام غزالی و قاضیخان حنفی وغیرہم۔

ان عبارات اجلہ علماء (حنفیہ و شافعیہ) میں ہمارے معترضین و ناظرین غور کی نگاہوں سے نظر کریں اور انصاف سے کہیں کہ مجدد کسے کہا جاتا ہے۔ اور جن لوگوں کو پہلی صدی سے مجدد قرار دیا ہے انمیں کیا اوصاف پائے جاتے تھے؟ جنکے سبب وہ مجدد قرار پائے۔ اور وہ کسی گناہ یا خطا کے محل نہ تھے؟ یہ انصاف سے یہی بتادیں کہ جس شخص (نواب صاحب بھوپال)

کا مجدد ہونا جسے بعض علماء سے نقل کیا ہے انمین وہ اوصاف (کامل طور) پائے نہین جاتے ؟ اور انمین پہلی مجددون کی نسبت زیادہ خطایا گناہ موجود ہین ؟۔

جہانتک وہ فکر کو جولانی دینگے اِن مجددین کے اوصاف وہ اس سے بڑھکر نہ پاوینگی کہ ازانجملہ مجددین خلفاء نے عدل وانصاف کیا شعایر اسلام کو پھیلایا ظلم ومنکرات کو اُٹھایا اور مجددین علماء نے احکام شرعیہ کو کتاب وسنت سے مستنبط فرمایا اور کتاب وسنت اور اون دونو سے مستنبط احکام کو عالم مین بذریعہ تقریر وتحریر وتالیف شایع کیا اور مع ذلک ان اوصاف کے مقابلہ مین وہ انمین کچھ نقص وخطا بھی پاوینگے جسسے کوئی بشر بعد انبیا خالی نہین ہے۔

یہی حال اس شخص کا ہے جسکا مجدد ہونا ہمنے بعض علماء سے نقل کیا ہے پھر ہمپر کیا اعتراض ہے ہم اس **مقام** مین بعض سابق مجددین کے حالات بطور **تمثیل** بیان کرتے ہین اور انکے مقابلہ مین اس شخص کے حالات بھی معرض بیان مین لاتے ہین ناظرین ومعترضین انکے اور اونکی حالات مین مقابلہ وموازنہ کرین پھر انصاف سے کہین کہ وہ شخص اِن حالات کی نظر سے سابق مجددین کی نسبت اس لفظ کے اطلاق کا زیادہ مستحق ہے یا نہین۔

پس واضح ہو کہ اگرچہ مجددین مذکورین سے بعض اکابرین بعض ایسے اخص اوصاف پائے جاتے ہین جو (آجکل کہان) ایک مدت سے عُنقا ہو رہے ہین (جیسے امام شافعی مین اجتہاد مطلق مستقل - اور یحیٰی بن معین ونسائی مین حدیث کی امامت اور عمر بن عبد العزیز مین کمال عدالت

(جسکے سبب بھیڑ یا بکری ایک جنگل مین ملکر چرتے تھے) - اور معروف کرخی مین زہد و ریاضت وعلے ہذا القیاس)- مگر اون ہی لوگون مین اور بعض اوقات مجددون مین وہ اوصاف (جنکی نظر سے وہ مجدد کہلاے) ایسے عام اور وسیع ہین جو اکثر زمانون کے بہت سے علماء و ارباب شوکت مین بکثرت پائے گئے ہین جیسے عام عدالت و علم و فقاہت و حدیث کی روایت و اشاعت اور کتابون کی تالیف و تصنیف و اتباع سنت کا پھیلانا و بدعت و منکرات کا مٹانا وعلے ہذا القیاس- **خلیفہ قادر باللہ** (چوتھی صدیکے مجدد) کے حالات و اعلے اوصاف تاریخ الخلفاء وغیرہ مین یہہ بیان کئے ہین کہ وہ ہمیشہ تہجد پڑھتے اور کثرت سے خیرات کرتے تھے۔ انہونے اصول مین ایک کتاب تصنیف کی تہی جسمین صحابہ کے فضائل بیان کئے اور معتزلہ اور قران کو مخلوق کہنے والون کی تکفیر کی وہ کتاب خلیفہ مہدی کی جامع مسجد مین ہر جمعہ اہل حدیث کے حلقہ مین عام لوگون کے سامنے پڑہی جاتی تہی اونکی فضیلت کے لئے تجھے یہی کافی ہی کہ شیخ تقی الدین ابن الصلاح نے انکو فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور انکے طبقات مین داخل کر لیا۔

وكان القادر بالله من الديانة و السيادة واداة الفضل وكثرة الصدقة وحسن الطريقة على صفة اشتهرت عنه لقبه على العلامة ابى بشر الهروى الشافعى وقد صنف كتابا فى الاصول ذكر فيه فضائل الصحابة والكفار المعتزلة والقائلين بخلق القران وكان ذلك الكتاب يقرؤ فى كل جمعة فى حلقة اصحاب الحديث بجامع المهدى وبحضرة الناس وناهيك بان الشيخ تقى الدين بن الصلاح عده من الفقهاء الشافعية واورده فى طبقاتهم

(تاریخ الخلفاء ص۴۴۲ ص۴۴۴)

+ دیکھو تاریخ الخلفاء ص۴۴۳

اور خلیفہ مستظہر باللہ (پانچویں صدی کے مجدد) کے اعلےٰ فضائل

قال ابن الاثیر کان لین الجانب کریم الاخلاق یسارع فی اعمال البر حسن الخط جید التوقیعات لا یقارنہ فیھا احدٌ یدل علی فضل عزیز وعلم واسع سمحا جوادًا محبًا للعلماء والصلحاء وفی سنۃ احد عشر وخمسمایۃ رفع السلطان المکوس ببغداد وکثر الدعاء لہ وزاد فی العدل وحسن السیرۃ

(تاریخ الخلفاء ص ۴۳۶-۴۳۹)

یہ بیان کئے ہین کہ وہ متواضع اور خوش اخلاق تھے نیک کامون مین جلدی کرنے والے خوشخط عمدہ فرمان نویس ان باتون مین کوئی انکا قرین نہ تھا صاحب فضل و علم وسیع و جوانمرد و سخی و علماء صلحاء دوست تھے انکی خلافت مین سلطان نے بغداد والون سے جزیہ اٹھا دیا اور عدل وانصاف بہت کیا جسکے سبب انکے لئے دعاء بکثرت ہوئی۔

اور خلیفہ مقتدر باللہ (تیسری صدی کے مجدد) کی فضیلت

وفی ثلثمایۃ اخذ الحسین الحلاج مشھورًا علی جمل الی بغداد فضرب حیا ونودی علیہ ھذا احد دعاۃ القرامطۃ فاعرفوہ ثم حبس الی ان قتل فی سنۃ تسع واشیع علیہ انہ ادعی الالھیۃ وکان المقتدر جید العقل صحیح الرائے۔

بیان کی ہے کہ انہونے حلاج (منصور) کی اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پھر اسکو سولی پر چڑھایا اور لوگون مین پکارا گیا کہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے۔ آخر نو سال وہ مارا گیا۔ اور یہ مشہور کیا گیا کہ یہ الوہیت کا مدعی تھا۔ اور لکھا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ کی عقل جید تھی۔ اور رائے صحیح۔

خلیفہ مامون (دوسری صدی کے مجدد) کے اعلےٰ فضائل

جمع الفقہا من الآفاق وبرع فی الفقہ والعربیۃ وایام الناس وکان افضل من رجال بنی العباس حزماً وعزماً وعلماً ورایاً وھیبۃً وشجاعۃً وسواداً وسماحۃً قال ابو معشر المنجم کان المامون اماراً بالعدل فقیہ النفس یعد من کبار العلماء (تاریخ الخلفاء ص ۳۱۱)

یہ بیان کئے ہین کہ اسنے فقہاء کو جمع کیا اور فقہ و عربیۃ و تواریخ مین ماہر ہوا اور وہ عباسیون سے عزم و علم و حلم و راے و ہیبت و شجاعت و فراخ دلی وغیرہ مین افضل تہا۔

ابو معشر نے کہا ہے مامون عدل کرنے کا بہت حکم دیتا اور فقیہ النفس تہا بڑے علماء سے شمار کیا جاتا۔

اِسی قسم کے انکے اور فضائل بیان کئے جنکا علم و فراست و فہم و کیاست کئی طرف رجوع ہوتا ہے۔

یہہ تو اِن مجددون کے اوصاف کمال ہین جنکے سبب وہ مجدد کہلائے انکے مقابلہ مین انمین ایسے **اوصاف نقص** بہی پائے جاتے ہین جنکو خطا یا گناہ کہا جا سکتا ہے پہر اون اوصاف کی نظر سے اون لوگون کو مجدد ہونے سے خارج نہین کیا جاتا۔

اِس **قسم** کے اوصاف ہم اِن سبہی مجددون کے بیان کرین تو یہہ امر معیوب سمجہا جاویگا لہذا صرف ایک دو صاحبون کے اوصاف کو بطور **تمثیل** بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کی نسبت تاریخ الخلفاء مین لکہا ہے کہ جب وہ بڑا

ولما کبر عنی بالفلسفۃ وعلوم الاوائل ومہر فیہا فجرہ ذلک الی القول بخلق القرآن۔

ہوا تو وہ علم فلسفہ اور حکماء قدیم کے علوم مین ماہر ہوا اس امر نے اسکو اس بات کی طرف کہینچا کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونیکا

وجعل ولی العهد بعده علی الرضی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق - حمله علی ذلک افراط فی التشیع حتی قیل انه هم ان یخلع نفسه و یفوض الامر الیه و فی سنة ثمان عشرة امتحن الناس بالقول بخلق القران فکتب الی نائبه علی بغداد اسحق بن ابراهیم فی امتحان العلماء کتابا یقول فیه الخ (ایضاً ص ۳۱۲)

قائل ہوا - اور اسکو تشیع مین افراط تہا - یہی امر اسکو امام علی بن موسی کے ولیعہد کرنے پر باعث ہوا تہا - بعض کہتے ہین اسنے یہہ بہی ارادہ کرلیا تہا کہ خود خلافت سی دست بردار ہو جائے اور خلافت امام مذکور کے سپرد کر دے -

اٹہارویں سال اسنی لوگون کا مسئلہ قران کے مخلوق ہونے مین امتحان لینا شروع کیا اپنے نائب اسحق بن ابراہیم کی طرف جو بغداد مین تہا خط لکہا جسکا مضمون طولانی ہے - اسپر اوسنی علماء کو جمع کیا اور جواب لیا - علماء نے کسینے ٹلایا کسینے صاف جواب دیا - یہہ حال اسکو پہنچا تو اسنی بعض علماء کی نسبت صاف حکم دیا کہ اُنسے قران مخلوق ہونیکا اقرار کراؤ یا انکا سر کاٹ کر میرے پاس بہیجدو - اس حکم کی تعمیل کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ ملک الموت خدا نیعالے کا حکم لیکر آپہنچا - اور اس مین یہہ بہی لکہا ہے کہ مامون شطرنج کہیلا کرتا اور اس کہیل کو بہت دوست رکہتا تہا اور کہتا کہ اسسے ذہن تیز ہوتا ہے اور لکہا ہے کہ وہ نبیذ بہی پیا کرتا - اور اسکو راگ کا بہی شوق تہا - وہ کہا کرتا کہ بالذت وہ سرود ہے جس سی سامع کو طرب (خوشی) حاصل ہو پہر خواہ وہ درست ہو خواہ نادرست

واخرج عن محمد بن العباس کان المامون یحب لعب الشطرنج شدیدا و یقول هذا یشحذ الذهن -

واخرج من عدة طرق ان المامون کان یشرب النبیذ و اخرج عن اسحاق الموصلی قال المامون الذ الغناء ما طرب له السامع خطأ کان او صوابا (ص ۳۴۳)

اور خلیفہ مقتدر باللہ کے حالات مین اس فقرہ منقولہ سابق کہ

وکان مقتدر باللہ جید العقول صحیح الرای لاکنہ موثرا للشہوات والشراب مبذرا وکان النساء غلبن علیہ فاخرج علیہن جمیع جواہر الخلافۃ ونفائسہا واتلف اموالا کثیرۃ وکان فی دارہ احد عشر الف خصیان غیر الصقالبۃ والروم والسود (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۴) و (فی صفحہ ۳۹۰ منہ) وفی سنۃ اثنین ختن المقتدر خمسۃ من اولادہ فعزم علی ختانہم ستمایۃ الف دینار وختن معہم طائفۃ من الایتام واحسن الیہ وفیہا صلی العید فی جامع مصر ولم یکن یصلی فیہ قبل ذلک — (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۴)

وہ جید العقول تہا کے ساتہہ ہی فرمایا ہے کہ وہ نفسانی شہوتون کو مقدم کرنیوالا تہا۔ اور فضول خرچ۔ اسکی عورتون نے اسپر غلبہ کیا تو اسنی خلافت کے جواہرات اور نفیس مال انکو نکالکر دیدئے اور بہت سا مال تلف کر دیا اسکے گہر مین قوم صقالبہ اور رومیون اور حبشیون کے سوا گیارہ ہزار خصی غلام تہے یہ صفحہ ۳۹۴ مین بیان کیا ہے اور صفحہ ۳۹۰ مین کہا ہے کہ اسنی اپنے لڑکون کے ختنے کرائے تو انپر پانچ لاکہہ دینار خرچ کر دئے اور عید کی نماز شہر کی جامع مسجد مین پڑہائی اس سے پہلے عید کی نماز جامع مسجد مین کبہی نہ پڑہائی جاتی تہی۔ اسی قسم کی باتین بعضے اور مجددون مین پائی جاتی ہین ولیکن ان سبکی تفصیل کی بالفعل مصلحت اجازت نہین دیتی سردست ہم ان ہی چند تمثیلات پر اکتفا کرتے ہین اور اگر ہمارے معترضین کسی مجدد کے بے گناہ و معصوم ہونیکا صریح دعوی کرینگے تو ہم بہی اس شخص مین اس قسم کی باتین نکالکر گن سنائینگے۔

اب ہم شمہ از اوصاف کمال نواب صاحب بہوپال قلم

مین لاتے ہین اور ناظرین و معترضین سے ان اوصاف اور مجددین سابق - الوصف کی اوصاف مین با انصاف مقابلہ و موازنہ کرنے کے خواستگار ہین

واضح ہو کہ جسقدر اوصاف کمال علمی و عملی ہمنے مجددین سابقین کے نقل کئے ہین اور وہ انمین فرادی فرادی پائے جاتے ہین وہ سبھی آپ کے ذات بابرکات مین مجتمعۃً موجود ہین لہذا ہم آپکی نسبت بمقابلہ مجددین سابق الوصف بے شائبۂ تکلف (شاعرانہ) یہ کہہ سکتے ہین ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری -

اسکا سر اور وجہ یہ ہے کہ خدا تعالے نے آپکو علم و شوکت (نیابت سلطنت) دونو منصب مرحمت فرمائے ہین (جو اکثر مجددین سابق مین جمع نہین ہوئے) اسلئے آپ ان سب مجددون کے صفات کمال کے جامع ہوئے بلکہ اکثر مجددونپر سبقت لے گئے -

جسقدر تالیف و تصنیف کتب مختلف علوم کی اور انکی اشاعت (جو منصب اول کے نتایج سے ہے) آپ سے ہوئی ہے اسقدر مجددین سابق الوصف سے نہین ہوئی یا کم ہوئی -

آپنے مختلف علوم (کتاب و سنت، فقہ و اصول وغیرہ) مین مختلف زبانون (عربی فارسی ہندی) مین نہ صرف کتابین تصنیف کرکے صندوقون یا کتب خانون مین رکہوا دے ہین بلکہ بصرف ہزار ہا روپیہ جیب خاص چہپوا کر اکثر بلاد (ہندوستان و پنجاب و غرب و مصر و یمن و دمشق و بلغار و بیروت وغیرہ) مین گہر گہر پہنچا دی ہین - اور سارت بہا الرکبان و دارت فی البوادی والعمران کا مصداق بنا دین -

ان بلاد مین ایسا کوئی شہر نہوگا یا کم ہوگا جہان کوئی اہل علم ہو اور

اور آپکی تصنیف نہو اور ان علوم اور انکی خوادم علوم مین ایسا کوئی علم نہوگا یا کم ہوگا جسمین آپنی کوئی تالیف نہ کی ہو۔

جن ادق سائل اصول و فروع کو خواص فضلا، کم جانتے تھے انکو آپکی تصانیف کے ذریعہ سے ادنی طلبا، بلکہ بعض عوام جاننے لگے ہین اور جن کتابون حدیث واصول کو اکابر علما، خواب مین دیکھنے کو بھی ترس رہے تھے آپکی توجہ سے اب وہ اصاغر طلبا، کے مطالعہ مین ہین۔

علم ناسخ و منسوخ کتاب اللہ وسنت کو (جو اکابر محدثین ومجتہدین کے خصائص سے تھا) آپنے ایک مختصر رسالہ مین بیان کرکے ایسا عام فہم کر دیا ہے کہ کس و ناکس (جو فارسی عبارت پڑھنے پر دسترس رکھتا ہے) اسکو ضبط کرسکتا ہے۔

علم اصول فقہ کو (جو اخص شرائط اجتہاد سے ہے آپنے ایک مختصر کتاب مین اس آسانی سے واضح کر دیا ہے کہ تھوڑی سی استعداد والہ طالب العلم بھی اس علم پر احاطہ کرسکتا ہے۔

متون کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو آپنے عام لوگون کے لئے دستور العمل بنا دیا ہے۔ کئی کتابون کا (جیسے موطا مالک جامع ترمذی وسنن ابی داود) آپنے ہندی زبان مین ترجمہ کرکے چھپوا دیا ہے اور کئی کتابون (صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ) کی توجہ سے مترجم ہو رہی ہین

اور شروح کتب حدیث کی تصنیف وطبع واشاعت سے آپنے خواص علما، کو عمل بالحدیث واجتہاد کا راستہ نکال دیا ہے۔ بعض کتب حدیث (جیسے مختصر صحیح بخاری وبلوغ المرام وغیرہ) کی شروح تو آپنے خود تالیف کرکے چھپوا دی ہین اور بعض شروح متقدمین کی تالیف بصرف زر کثیر طبع کرا دی ہین۔ باقی آیندہ

بقیہ پیری و مُریدی

وہ کسکی بیعت اور صحبت کا اثر تھا؟ -

حضرت خضر علیہ السلام (جو بقول اکثر علماء نبی نہ تھے اور انکے حق مین خدا تعالےٰ نے قرآن مین فرمایا ہے) کہ ہمنے اونکو اپنے پاس سے علم سکھایا ہے۔ کسکی بیعت و صحبت سے اس کمال و عرفان کو پہنچے تھے - ؟

آتینا رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ (کہف ع ۱۲)

وہ اعرابی جسنے آنحضرت صلعم کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی پھر بخار کی تکلیف سے گھبراکر بیعت توڑدی اور اپنے گھر کی راہ لی

دیکھو صحیح بخاری ص ۳۵۳ وغیرہ

اِس بیعت نبوی سے کیون کمال احسان و عرفان کو نہ پہنچا۔

کئی صحابی (جو آنحضرت کی صحبت مین مدت تک فیضیات رہے اور اکثر وہ بیعت سے بھی محروم نہ تھے) ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جنکے سبب وہ مورد حدود و سزا شرعی ہوئے۔

اِن دونوقسم کی نظائر کو جمع کرکے شمار کرین تو ایک کتاب مستقل تیار ہو لہذا اِن چند مثیلات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین۔ اور مدعیان ملازمت بیعت و احسان (یا اخلاص) کی خدمت مین مودبانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اپنے اس دعوے پر انصاف سے نظر ثانی کرین شاید وہ سمجھہ جائین کہ بیعت تو۔ اور شے ہے اور احسان یا اخلاص اور شے ایک کو دوسرے سے ملازمت نہین ہے گو اِن دونو کا ایک محل مین اتفاق اجتماع و تواردجایز ہے۔

اکثر مدعیان حضوصیات رسمیہ پیر کے انتقال کے بعد اسکے بڑے بیٹے کو گدی پر بٹھاتے ہین اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اس فعل سے کہ انہونے آنحضرت

کے بعد حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ مقرر کیا اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ بنا دیا مشابہہ بتلاتے ہین۔ **شاید بعض** ناواقف اس سے بھی بڑہین اور بعض خلفاء کے اس فعل سے کہ انہون نے اپنے بیٹونکو اپنا جانشین مقرر کیا تمسک کرین **اسکے جواب** دو ہین اول یہ کہ بیعت خلافت و بیعت توبہ مین آسمان و زمین کا فرق ہے لہذا خصوصیات بیعت خلافت سے خصوصیات بیعت توبہ کا ثابت ہونا ناممکن ہے (چنانچہ اسکا کافی ثبوت نمبر ۳ جلد ۶ بصفحہ ۹۰ گذر چکا ہے) **دوم** یہ کہ خلفاء راشدین سے کسینے اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد نہین کیا اور نہ اور اصحابہ نے کسی خلیفہ کے بیٹے کو انکا جانشین مقرر کیا ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے جب امر خلافت کو اصحاب شوریٰ کے سپرد کیا تو اپنے بیٹے کے نسبت صاف کہدیا کہ میرے بیٹے عبد اللہ کا اس خلافت مین کوئی حق نہین ہے (چنانچہ نمبر ۳ جلد ۶ مین بصفحہ ۸۴ منقول ہے) اور خلفاء راشدین کے سوا اور خلفاء و امراء کا فعل لایق اعتبار نہین ہے۔

سب سے پہلے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تہا سو اجلہ صحابہ نے اسپر انکار کیا اور اس فعل کو سنت کسریٰ و قیصر قرار دیا چنانچہ تاریخ الخلفاء و صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ جب مروان نے بحکم امیر معاویہ مدینہ مین خطبہ کیا کہ امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ابوبکر و عمر کی سنت پر خلیفہ مقرر کرنا مناسب سمجہا ہے تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے صاف فرمایا کہ یہ تو کسریٰ و قیصر کی سنت ہے ابوبکر و عمر نے تو اپنے بیٹے یا کسی اور گہر والے

وفیها دعا معاویة اهل الشام الی البیعة بالخلافة لابنه وهو اول من عهد بها فی صحته ثم انه کتب الی مروان بالمدینة ان یاخذ البیعة فخطب مروان فقال ان امیر المومنین رای ان یستخلف علیکم ولده یزید سنة ابی بکر وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال

بل سنة کسری وقیصران ابابکر وعمر لم یجعلاها فی اولادهما ولا فی احد من اهل بیتهما۔
(تاریخ الخلفاء ص۲۰۳) بخاری ص۱۵

کو اپنا جانشین مقرر نہین کیا پس ایسے فعل سے جسکو صحابہ نے کسریٰ و قیصر کا طریقہ بتایا ہے مدعیان خصوصیات رسمیہ کا تمسک کیونکر جائز ہے۔

بعض مدعیان خصوصیت کہتی ہین کہ ہم پیر کے بیٹے کو اسکے افضل و زیادہ متقی ہونے کی نظر سے گدی نشینی کا مستحق سمجھتے ہین صرف قرابت اور ولدیت پر نظر نہین رکھتے۔

اسکا جواب بصفحہ ۱۱۴ وغیرہ پہلے ادا ہو چکا ہے کہ بیعت کے لئے افضل و زیادہ متقی ہونی کی کچھ ضرورت و خصوصیت نہین ہے ہر ایک مسلمان سے جو فاسق و فاجر نہو بیعت کرنی جایز ہے۔

بالجملہ بیعت کے لئے پیر کے بیٹے کی خصوصیت کسی دلیل سے ثابت نہین نہ اسکی ولدیت و قرابت اس خصوصیت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ نہ اسکا متقی و پرہیزگار ہونا اس خصوصیت کا مثبت ہے نہ اور کوئی وجہ اس خصوصیت پر شاہد ہے یہہ خصوصیت جہان کہین قصداً و اختیاراً پائی جاتی ہے پابندی رسم سے خالی نہین ہے

بعض مدعیان خصوصیات رسمیہ جو بیعت لینے کے وقت مریدون سے (سورہ فاتحہ و کلمہ توحید وغیرہ) اذکار پڑہواتے ہین اور مریدون کو ہمیشہ کے لئے اون اذکار مین عدد اور وقت کی قیدین و خصوصیتین (جیسے سورہ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑہو اور یا حی یا قیوم سو یا ہزار دفعہ صباح کو یہ پڑہو اور شام کو وہ) بتلاتے ہین اور ان قیدون و خصوصیتون کو افضل ٹہراتے ہین) ان قیدون اور خصوصیتون کے افضل ہونے پر **ایک یہ دلیل** پیش کرتے ہین کہ شارع کی طرف سے مطلق ذکر و دعا و تلاوت قران کی ہدایت آچکی ہے ایسا ہی مطلق فضیلت بعض

وقتون اور عددون کی شریع مین وارد ہے۔ پس اگر کسینے اس مطلق ہدائیت وفضیلت کی نظر سے کسی دعا یا ذکر یا عبادت کو بعض اوقات سے مخصوص اور مقرر کرلیا یا اسمین کوئی عددی قید لگادی تو کیا برا کیا شارع نے مطلق ذکر کی ہدایت کی ہے اور یہہ بھی ذکر کرتا ہے۔

دوسری دلیل یہہ کہ بعض صحابہ نے بعض موقع پر بعض اذکار و عبادات کو از خود مقرر کرلیا تھا آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو اپنے اس سے منع نہ فرمایا بلکہ مسلم و مقرر رکھا اسکی تفصیل و تمثیل مین وہ **ایک حدیث** بلال پیش کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ آنحضرت نے انکو جنت مین اپنے آگے چلتے ہوئے دیکھا پھر اسکا سبب پوچھا تو انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت وضو کرتا ہون اسکے بعد دو رکعت پڑھ لیتا ہون اسمین وہ یہہ دعوی کرتے ہین کہ یہہ دو رکعت آنحضرت سے ثابت نہین بلال نے اپنی طرف سے اسکا التزام کر رکھا تھا۔ پھر آنحضرت نے انکو [illegible]

دوسری حدیث ایک صحابی جب نماز مین سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ ملاتا تو اس سے پہلے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑھ لیتا۔ آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا تو اسنے بیان کیا کہ اسمین خدا تعالے کی صفت ہے اس لئے مجھے اس سے محبت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت نے تجھے بہشت مین داخل کردیا اسمین بھی انکا وہی دعوی ہے کہ اسموقعہ پر قل ہو اللہ پڑھنے کا حکم وارد نہ تھا۔

اسنے اپنی طرف سے اس موقع پر قل ہو اللہ کو پڑھا پھر آنحضرت نے اسکو منع نکیا ان دلایل کی تائید مین وہ ایک اثر حضرت عائشہ سے اسمضمون کا لائے ہین کہ انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت کو نماز اشراق پڑھتے نہین دیکھا پر مین خود پڑھتی ہون

انکی پہلی دلیل کا جواب یہہ ہے کہ مطلق مین اور اون قیدون اور خصوصیتون

مین (جو اسمین لگائی جاوین) ایک قسم کا مقابلہ ہے لہذا مطلق اون قیدون اور خصوصیتونکا مثبت نہین ہوسکتا گو بلا لحاظ قیدون کے مطلق اپنے ہر فرد کی مشروعیت کی دلیل ہوسکتا ہے - یہہ مسئلہ اصول کی چہوٹی بڑی کتابون مین موجود ہے - پس جو شخص کسی مطلق حکم شرعی مین اپنی طرف سی بلا دلیل شرعی کوی وقتی یا عددی قید لگاوے اور اسکو افضل اور داخل دین سمجہے اور اسکے افضل اور دین ہونے پر اسی مطلق کو دلیل ٹہراوے وہ علم اصول سی ناواقف ہے جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے اور مطلق و مقید احکام سی خبر ہے وہ مطلق کو بلا دلیل شرعی مقید کرنے اور مقید شرع کو بلا وجہ مطلق بنانے کو بدعت و حرام جانتے ہین - حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ کتاب ایضاح الحق مین (جسکی نظیر مولفات سلف و خلف مین تحقیق معنے بدعت مین دیکہی نہین گئی) اس قسم کی بدعت کو (جسکی اصل تو شرع مین کچہہ ہو مگر لوگون نے اسمین اپنی طرف سی قیدین اور خصوصیتین بڑہا کر اسی کچہہ اور بنا دیا ہو) بدعت وصفیہ کہا ہی اور اسکو بدعت ہونے مین بدست آویز احادیث صحیحہ طولانی بحث کی ہی جسکا خلاصہ صہ ۶۱ مین اس کتاب کے یون فرمایا ہی - باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید کلام فصل اول چنان مستفاد گردیدہ کہ ہر عقیدہ و مقامے و واردے و حالی و قولی و فعلی کہ از جنس عبادات باشد یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ و ہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و اعلان یا سر و کتمان یا اہتمام و عدم اہتمام یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت بکتاب باشد و نہ بسنت و نہ باشتہار و رواج نہ در قرون ثلثہ و نہ اجماع اہل حق و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین مسلم الاجتہاد و صاحبش آنرا از امر دین شمارد و یا باو معاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را بدعت میگوئیم - اور اس سے پہلے صہ ۱۴ مین کہا ہے - درین مقام تفحص باید کرد کہ انبیاء

علیهم السلام به بیان کدام چیز در باب امور دین اهتمام میفرمایند پس میگوئیم چنانچه
ترغیب بنفس امور نافعه در معاد و تنفیر از نفس امور ضاره دران از خواص منصب نبوت
است چنانکه در بحث اول مذکور گردید و انرا دین میگویند و آن مشترک است در
جمیع ادیان سماویه بحکم کریمه شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا
الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی همچنین تحدید حدود امور مذکوره و
تشخیص صور خاصه آنکه در منفعت و مضرت اخرویه دخل داشته باشد نیز از خواص منصب
رسالت است و انرا شریعت و منهاج نامند و ان مختلف میباشد باختلاف رسل
بحکم کریمه لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا مثلا ترغیب بنفس نماز و نکاح و تنفیر از
شرک و زنا از باب تعلیم اصول دین است و تحدید نماز بتعیین اوقات و اعداد رکعات
و شروط و امثال آن و تحدید نکاح بتعیین ایجاب و قبول و حضور و شهود و لزوم مهر
و امثال آن و تحدید شرک بطیره و حلف باسم غیر الله و تحدید زنا بتعیین محلی که از ملک
و شبهه آن خالی باشد و تعیین حد آن از جلد و رجم و امثال ذلک اینهمه از باب تشریع است
پس چنانکه تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود همچنین تحقیق این بحث موقوف
بر تفصیل ابواب تشریع است پس میگوئیم که تعیین صور خاصه و تحدید حدود معینه برای
اصول دین از جهت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی باین وجه
تعیین فرماید که اصل مذکور بدون اینصورت خاصه اصلا در نظر شارع معتبر نیست یا
کالعدم ست و ثانی بطریق تکمیل یعنی باین وجه تعیین فرماید که هرگاه اصل مذکور
درینصورت خاصه متحقق گردد در نظر شارع نهایت مستحسن و ممدوح باشد پس صورت
معینه در استحسان شرعی دخل دارد یا نه در اصل تحقق آن اصل مذکور و هر واحد از
قسمین بوجوه متعدده میباشد که چندے ازان بطریق تمثیل درین مقام ذکر کرده
میشود مثلا **از انجمله** تعیین اجراے امریست از امور دین یا بطریق لزوم مثلا

تعیین قیام و قرات در رکوع و سجود و امثال آن بہ نسبت نماز و تعیین ایجاب و قبول بہ نسبت نکاح یا بہ طریق تکمیل مثلاً تعیین قومہ و جلسہ و تسبیحات بہ نسبت نماز و تعیین قدرے زاید از اصل در باب آوانے فرض حسنہ بر تقدیر یکہ شرط نکردہ باشد۔

از انجملہ ست تعیین اوقات یا بطریق لزوم مثلاً اوقات خمسہ برائے ادائے صلوٰۃ و ماہ رمضان برائے صیام و ذی الحجہ برائے حج و حولان حول برائے زکوٰۃ وغیرہ وقت اذان جمعہ برائے معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ برائے تعیید یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی عیدین و نصف شعبان برائے قیام و وقت نصف آخر از شب و وقت ارتفاع شمس برائے تہجد و اشراق و ایام بیض و ستہ شوال و روز عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان برائے صیام و ماہ رمضان برائے عمرہ و روز ہفتم از ولادت مولود برائے عقیقہ و پنجشنبہ و دوشنبہ برائے سفر و امثال آن از مواضعیکہ توقیت اوقات دران از جہت شارع واقع گردیدہ کہ عدد و احصائے ان ممکن نیست **و از انجملہ** ست تعیین امکنہ یا بطریق لزوم مثل تعیین امکان ظاہر غیر مقابر و حمامات برائے نماز و امصار برائے نماز جمعہ و اعیاد و مساجد برائے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ برائے حج و عمرہ وغیر مساجد برائے معاملات یا بطریق تکمیل مثل تعیین مساجد برائے نماز فرض و عقد نکاح و بیوت برائے نفل و تلاوت قرآن و مواضع مخصوصہ از حرمین برائے دعا و مسجد جامع برائے نماز جمعہ و صحرا برائے نماز عید و استسقا و دفن اموات و مقابر برائے تذکیر آخرۃ و استغفار برائے اہل آن و مساجد ثلثہ برائے سفر بسوے آن بجہت تحصیل منفعت آخرویہ و امثال آن از توقیات مکانیہ کہ در کثرہ و تعدد و احصار مثل توقیات زمانیہ ست **و از انجملہ** ست تعیین اعداد یا بطریق لزوم مثل اعداد رکعات در فرائض و اعداد صیام در فرائض

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وکفارات واعداد مساکین درباب کفارت واعداد اشواط وجمار درباب حج
واعداد شہود وضربات جلدہ درباب معاملات وحدود وتعیین سہ حیض یا مدت
سہ ماہ یا چہار ماہ وده روز یا مدت حمل براے عدت یا چہار ماہ براے ایلا ویا سہ
روز براے خیار وامثال آن یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات در نوافل و
تسبیحات در ارکان نماز وبعد از فراغ آن ودر صلوۃ التسبیح وہمچنین تعیین سنہ
شوال وثلثہ در ہر ماہ درباب صوم ورعایت عدد وتر جمیع عادات وامثال آن و
توقیت عددی راہم بر توقیت زمانیہ ومکانیہ ودر کثرت وعدم احصار قیاس باید
کرد" اسی قسم کی کئی اور مثالین آپنے صفحہ ۲۳ سے ۲۶ تک بیان کرکے فرمایا ہے
وآنچہ در مقام عذر آن میگویند کہ ہر چند این امر محدث است اما مشتمل بر مصلحتے
از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت مذکورہ محدث
باشد پس مجرد این عذر امور مذکورہ را از حد بدعات خارج نمے گرداند آرے تحقیق
آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ پس عنقریب انشاء اللہ تعالے در فصل ثانی
مذکور خواہد شد" اور فصل ثانی مین آپنے عمدہ تفصیل ودلائل سے ثابت کیا ہے
کہ یہہ بدعت قبیحہ ہے اور بدعت حسنہ شرع مین کوئی چیز نہین اور جو اونہون نے
خاصکر اون اذکار اشغال صوفیہ کی نسبت (جنسے بحث ہو رہی ہے) فرمایا ہے
وہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۴۵ منقول ہو چکا ہے یہہ جو کچھہ مولانا مرحوم نے فرمایا ہے یہ
اپکے متفردات واجتہادات سی نہین بلکہ اجلہ اصحابہ وتابعین وآئمہ مجتہدین اور انکے
اتباع متقدمین ومتاخرین سے منقوم ہے انکے اقوال کی تفصیل اون کتب ورسایل
مین جو رد بدعت مین علماء ہندوستان نے تالیف کی ہین (جیسے تفہیم المسایل
وصواعق الہیہ وغیرہ) مین منقول ہین ہم ان پرانے مباحث کو نئے سرے
چھیڑنا نہین چاہتے جو ان مباحث کا شایق ہو وہ ان پرانی تالیفات کو دیکھیے۔

اسمقام مین ایک صحابی کا قول بطور نمونہ نقل کرتے ہین حضرت ابن عمرؓ

عن نافع ان رجلا عطس الی جنب عبد اللہ بن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ و لیس ھکذا علمنا رسول اللہ علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال رواہ الترمذی ص ۱۰۱ جلد ۲ -

سے روایت ہے کہ انکے پہلو مین ایک شخص نے چہینک ماری تو کہا الحمد للہ و السلام علی رسول اللہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہہ تو مین بہی بہت محلون مین کہا کرتا ہون ولیکن آنحضرت نے ہمکو اس محل پر یہ نہین سکہایا - بلکہ یون فرمایا ہے کہ ہم اس موقع پر الحمد للہ علی کل حال کہین -

دوسری دلیل اور ان دلایل کی تائید کا جواب اولاً یہہ ہے کہ جن باتون کو صحابہ کی از خود تجویز کی ہوئی باتین قرار دیا جاتا ہے وہ سبہی انکی خود تجویزی نہین ہین انمین ایسی باتین بہی ہین جو آنحضرت کے ارشاد و تجویز سے ثابت ہین دیکہو وضو کے بعد دو رکعت نماز جسکو وہ آنحضرت سے ثابت نہین مانتے آنحضرت کے ارشاد سے ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت عثمان رضؓ سے

عن عثمان قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یتوضاء رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوۃ الا غفر لہ ما بینہ و بین الصلوۃ التی تلیھا (اخرجہ الشیخان) و فی روایۃ من توضاء مثل وضوئی ھذا ثم قام فرکع رکعتین

حدیث مروی ہے کہ مینے آنحضرت سے سُنا کہ جب کوئی مسلمان اچہی طرح وضو کرے پہر نماز پڑہے تو خدا تعالے اسکے وہ گناہ (جو اس سے پہلے نماز سے اوسوقت تک اسنے کئے ہین) بخش دیگا - ایک اور حدیث مین یہ بہی ذکر آیا کہ دو رکعت پڑہے جسمین اسکو

لا یحدث فیهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه (اخرجه الشیخان)

اسکو کچہہ دلمین خیال پیدا نہوا ہو۔

اور صلوٰۃ الضحیٰ (اشراق یا چاشت) (جسکی نفی مین وہ حضرت عائشہ کی روایت پیش کرتے ہین) خود حضرت عائشہ کی روایت سے آنحضرت سی ثابت ہی چنانچہ

عن معاذة انها سالت عائشة کم کان رسول الله صلعم یصلی صلوٰة الضحیٰ قالت اربع رکعات ویزید ماشاء (مسلم ص ۲۴۹)

صحیح مسلم مین معاذہ سی روایت ہے کہ مینی حضرت عائشہ سی پوچہا آنحضرت ضحیٰ کی نماز کتنی رکعت پڑہتے آپنی فرمایا چار رکعت اور اس سی زیادہ پڑہا کرتے۔

یہہ حدیث صاف ناطق ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت کو اشراق پڑہتی بچشم خود کبہی نہین دیکہا مگر آنحضرت کے اشراق پڑہنی کا (آنحضرت سی سنکر یا کسی اور دیکہنے والے کے بیان پر) انکو علم تہا اسواسطے انہون نے اس نماز کا التزام کیا تہا نہ یہہ کہ اپنی طرف سی اسکو گہڑ لیا تہا (چنانچہ حضرات مستدلین کے کلام کا فحوائے) امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ حضرت

واما الجمع بین حدیثی عائشة فی نفی صلوته صلی الله علیه وسلم الضحی واثباتها فهو ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلیها بعض الاوقات لفضلها ویترکها فی بعضها خشیة ان تفرض کما ذکرته عائشة وتیاول قولها ما کان یصلیها الا ان یجیٔ من مغیبه علی

عائشہ کی روایت نفی و اثبات مین تطبیق موافقت کی یہی صورت ہی کہ بعض اوقات آنحضرت یہ نماز اسکی فضیلت کی نظر سے پڑہتے تہے بعض اوقات بخوف فرض ہو جانے کے ترک کر دیتے حضرت عائشہ کے اس قول کے کہ آپ نہ پڑہتی تہے یہی معنے ہین کہ حضرت عائشہ اونکو نہ دیکہتی اسکی وجہ یہ ہے

مراد بخ

ان معناہ ما رایتہ کما قالت فی
الروایۃ الثانیۃ ما رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یصلی سبحۃ
الضحی وانہ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ما کان یکون عند عائشۃ
فی وقت الضحی الا فی نادر من الاوقات
فانہ قد یکون فی ذلک مسافرا
وقد یکون حاضرا ولکنہ فی المسجد
او فی موضع اخر واذا کان عند
نسائہ فانما کان لھا یوم من تسعۃ
فیصح قولھا ما رایتہ یصلیھا
وتکون قد علمت بخبرہ او خبر
غیرہ انہ صلاھا او یقال قولھا
ما کان یصلیھا ای ما یداوم علیھا
فیکون نفیا للمداومۃ لا لاصل الصلوٰۃ

کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس استراحت
کے وقت کم ہوا کرتے کبھی سفر مین ہوتے
کبھی مسجد مین کبھی کسی اور بی بی کے
گھر مین کیونکہ حضرت عائشہ کے گھر آنے
کا دن نو مین سے ایک ہوتا تھا اسلئے
اولکنا یہ کہنا صحیح ہوا کہ میں نے آنحضرت
دیکھا - مگر انہونے آنحضرت کے بیاسے
یا کسی اور کی روایت سے یہ جان لیا تھا کہ آنحضرت
یہ نماز پڑھا کرتے تھے یا اپکی یہ مراد ہوگی
کہ آنحضرت ہمیشہ نہ پڑھتے اس صورت
مین مداومت کی نفی ہوئی نہ اصل نماز کی۔

اور ثانیاً یہ کہ اگر ہم یہ مان لین کہ
وہ سبھی باتین صحابہ کی خود تجویز ہی اور
نئی نکالی ہوئی باتین ہین تو بھی آنحضرت
کی بعض ان باتون کو تسلیم کر لینے اور
قایم رکھنے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ان باتون کے سوائے بھی جس قسم کی مفید
اور خصوصیتین مطلق احکام شرع مین صحابہ یا کوئی اور شخص لگانا چاہے شرع
کی طرف سے اسکو اجازت ہے اور بدعت وصفیہ (جسمین شرعی امر کو کچھ تغیر دیکر
ایک نئی صورت بنایا جاتا ہے) جایز و مباح ہے **ان** باتون کے تسلیم و تقریر کی
نہایت یہی ثابت ہوتا ہے کہ شارع نے ان باتون کو عام حکم ممانعت احداث
سے مخصوص و مستثنیٰ فرمایا ہے نہ یہ کہ اس حکم عام کو بالکل مہمل و بیکار کر دیا ہے

اور مطلق شرع کو مقید کرنے اور احکام شرعیہ مین از خود کمی و بیشی کرینگا - ہر ایک کو عام اختیار دیدیا ہے -

یہہ عام اختیار نہ آنحضرت کی سکوت یا اون الفاظ سی جو ان موقعون پر آنحضرت نے فرمائے ہین) ثابت ہوتا ہے اور نہ اون خاص مواقع پر عام مواقع کا قیاس ہوسکتا ہے -

حضرت بلال کی نماز پر آنحضرت نے صرف سکوت فرمایا ہے یہہ نہین فرمایا کہ اسیطرح جس موقع پر تیرا دل چاہے اپنی تجویز سے نوافل یا کوئی ذکر و دعا مقرر کر لیا کر -

اِس صحابی (نماز مین قل ہو اللہ پڑہنے والے) کو صرف یہہ فرمایا ہے کہ اسکی محبت نے تجہے بہشت مین داخل کر دیا یہہ نہین فرمایا کہ ایسا ہی جہان تو چاہے قل ہو اللہ یا کوئی اور دعا پڑہ لیا کر اور نہ اسکی مثل کوئی اور لفظ عام متضمن اختیار عام فرمایا ہے -

اِن خاص موقعون پر عام موقعون کا قیاس اسلئے نہین ہوسکتا کہ بجوان خاص مواقع کے اور مواقع مین از خود کوئی بات نکالنے یا کسی شرعی بات مین کمی بیشی کرنے سے عام حکم ممانعت احداث مانع ہے - پہر اس حکم عام کے (جو نصوص† صریحہ سے ثابت ہے) مقابلہ مین قیاس کیونکر جایز ہوسکتا ہے -

افسوس مدعیان خصوصیات رسمیہ کم توجہی کے ساتھہ الفاظ حدیث سے تمسک کرتے ہین اور یہہ غور نہین کرتے کہ جس حدیث سے ہم تمسک کرتے ہین وہ عام ہے یا خاص اگر وہ خاص ہے تو ہمارے مدعا پر اپنے

† ان نصوص کو دیکہنا ہو تو کتاب مستطاب ایضاح الحق کا مطالعہ کرو -

منطوق سے شاید ہے یا مفہوم سے اگر مفہوم سے شاید ہی تو وہ کسی منطوق کے معارض و مقابل تو نہین ہے برائے خدا اب بھی ان باتون کو سوچین اور اگر ان باتون کی طرف توجہ نہو تو کتب اصول فقہ تالیف محدثین و فقہا کی طرف مراجعت کرین اتنی بھی نہو تو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر (۱۰) وغیرہ، جلد (۳) ہی کو پڑھ کر ان باتون سے واقف ہو کر اپنے استدلال پر نظر ثانی کرین ——————

اور اگر وہ یہہ بھی نکر سکین تو وہ اپنے ہی خیالات کو ٹٹولکر سوچین کہ ان قیدون اور خصوصیتون کو وہ لوگ بدعت سمجھتے ہین اور اپنے مریدون سے (خصوصًا بیعت لینے کے وقت) ان بدعتون کو نکرنے کا اقرار لیتے ہین وہ کیون بدعت ہین - ؟

اون قیدون اور خصوصیتون مین اور انکی محجوزہ اذکار کی قیدون اور اور خصوصیتون مین کیا فرق ہے - ؟

کیا اون قیدون اور خصوصیتون کے لئے شریعت مین کوئی مطلق و بے قید اصل نہین - ؟

اگر ہے تو اس مطلق مین اپنی طرف سے وقتی اور عددی وغیرہ خصوصیات لگانے کے لئے حدیث بلال و حدیث قاری قل ہو اللہ و حدیث عائشہ کیون اجازت نہین دیتی - ؟

اور اگر یہہ دعوے ہے کہ ان خصوصات کے لئے کوئی مطلق اور بے قید اصل بھی نہین تو یہہ دعوے محض غلط ہے -

ہم اس مقام مین بطور **تمثیل** چند ایسی خصوصیات کو ذکر کرتے ہین جنکی کچھہ نہ کچھہ مطلق اصل شریعت مین ثابت ہی اور یہہ لوگ انکو صرف وقتی و عددی وغیرہ قیود کی نظر سے بدعت قرار دیتے ہین -

مُردہ کے سوم و چہلم و جمعرات کی روٹیان اور **شبرات** کا حلوی اسی قسم مین سی ہے اِس خصوصیات کو وہ اِسی نظر سے بدعت سمجھتے ہین کہ اس موقعہ پر اور اس ہیت اجماعی سے یہہ خصوصیات شریعت سے ثابت نہین ورنہ اِن خصوصیات کے لئے اپنی اپنی جگہہ پر کچہہ نہ کچہہ اصل شریعت مین موجود ہے۔

میّت کے لئے مطلق ایصال ثواب عبادت مالی باتفاق اہل سنّت ثابت ہے اور حدیثون مین صاف آچکا ہے۔ **تین** کا عدد بہت سی احکام شرعیہ مین ملحوظ ہے (کفارہ یمین اور ایّام بیض کے روزہ تین دن ہین میت پر سوگ تین دن تک ہے و علے ہذا القیاس) ایسا ہی **چالیس** کا عدد بعض مواقع مین ماخوذ ہین (حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن ٹہرایا گیا ہے) جمعرات و شبرات کی فضیلت مین بہی کئی موقعہ پر نصوص آچکی ہین **حلوی** بہی آنحضرت کو پیارا تہا۔ مگر یہ لوگ اِن چیزون کے اِن مطلق اصلون کا لحاظ نہین کرتے اور ان خصوصیات کے لئے شریعت مین خاص اصل نہ ہونے کے سبب انکو بدعت قرار دیتے ہین۔

ایک طرفہ مثال (جسکو کوئی مسلمان بدعت نہین کہہ سکتا یہی حضرات اسکو صراحۃً یا کنایۃً بدعت کہتے ہین) فرضی نماز کے بعد ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگتا ہے۔

یہہ لوگ پانچون وقت نماز پڑہ کر ہاتہہ اوٹہا کر دعا نہین مانگتی اور اسپر یہی دلیل پیش کرتے ہین کہ اِس موقع پر آنحضرت سے ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگنا ثابت نہین ہے باوجودیکہ انکو اسبات کا علم و اقرار ہے کہ **مطلق** دعا آنحضرت کے فعل و قول سی بلکہ خدائیتعالے کے ارشاد سی ثابت ہے اور **مطلق** نماز کا خاتمہ

دعا کا محل ہے اور دعا میں ہاتھ اٹھانا ہی مطلق آداب دعا سے ہی اور آنحضرت سے صدہا مواقع میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے بایں ہمہ وہ ان اطلاقات کا کچھ لحاظ و اعتبار نہیں کرتے اور صاف کہتے ہیں کہ اسموقع پر آنحضرت سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں ہی اسی کے موافق انکا رات دن (بڑوں سے لیکر چھوٹوں تک) عمل ہی ہم نہیں جانتے اس دعا میں وہ مطلق نصوص صریح عمل کیوں نہیں کرتے اور اسکی مشروعیت کے لئے وہ یہ کیوں نہیں کہتے (جیسا کہ خصوصیات اذکار میں وہ کہتے ہیں) کہ خدا تعالے نے مطلق دعا کو مشروع کیا ہی اور یہ شخص (جو فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر مانگتا ہی) ہی دعا کرتا ہی۔

یہ مثال (جو انکی شبانروزی عمل میں ہی) ہزار دلیل سے زیادہ سخت حجت ہے اسمیں اگر وہ انصاف سے غور کریں تو اسی سے اپنے اذکار مجوزہ (جنکو وہ دین اور افضل سمجھتے ہیں اور وہ آنحضرت سے خصوصیۃً مروی و ثابت نہیں) بدعت ہونا یقین کرلیں یا وہ ایسے تشدّدات کو (کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہی) چھوڑ دیں مگر انکی موجودہ حالت کو دیکھکر مجھے امید نہیں ہی کہ وہ ان باتوں کو سمجھ سکیں یا سمجھکر اپنے عندیات سے رجوع کریں مجھے زیادہ تر ان لوگوں کی نہایش مدنظر ہی جو باوجود دعوے اتباع سنت ان لوگوں کے مرید و مقلد ہو رہے ہیں وہ لوگ خدا کے لئے تھوڑی دیر انکی تقلید و با افراط محبت کو (جسکی نسبت آپکا ہے وحبك للشيء يعمي ويصم ،، یعنے ایک چیز کی محبت تجھے اندھا و بہرہ کر دیتی ہے) یکسو کرکے سوچیں کہ کیا وہ بزرگوار ہیئت اجتماعی دعا بعد الفرائض کو بدعت کہتے یا سمجھتے اور ان اطلاقات کا جو اس دعا کی نسبت شروع میں آچکی ہیں لحاظ و اعتبار کرنے میں اور خصوصیات اذکار کو انکے اطلاقات کے لحاظ سے مشروع و افضل سمجھتے ہیں متناقض القول نہیں

ہین اسبات کو وہ خود نہ سمجہہ سکین تو اون علماء و مقتدا اون سے جنکا علم و اقتدا مسلم ہے پوچہہ لین آپنی اندہا دہند محبت و اعتقاد پر بہروسہ نکرین ایسا کرینگے تو انمین اور اون لوگون مین جنکو وہ پیر پرست سمجہتے ہین یا امامون کے مقلد خیال کرتے ہین کیا فرق ہوگا ؟ ۔

آیندہ اختیار ہے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

تذییل

مین پہلے بہی بصفحہ (۴۵ و ۷۰) کہہ چکا ہون اور اب پہر کہتا ہون کہ جسقدر میرا اعتراض و انکار خصوصیات رسمیہ (خصوصیت گدی نشینی وغیرہ) پر ہی اسی صورت مین ہی کہ ان خصوصیات کو کوئی دین سمجہے اور افضل و موجب قرب و ثواب قرار دے (جیسا کہ ہماری بعض معاصرین سمجہتے ہین) اور اگر ان خصوصیات کو اصل دین نہ سمجہا جاوے صرف ضرورتون اور عارضی سببون سے یا اتفاقیہ طور پر کام مین لایا جاوے تو اسپر ہمارا اعتراض و انکار نہین ہی مثلاً ایک شخص سورہ فاتحہ یا کوئی اور دعا ہر روز ایک سو مرتبہ پڑہتا ہی یا تلاوت کی لئے قران کا ایک پارہ یا سو اسپارہ مقرر کرتا ہی اور اس تعیین و خصوصیت کو دین نہین سمجہتا (یعنے اس خصوصیت عدد و مقدار کے عوض مین علاوہ اس اجر و ثواب کے) جو مطلق دعا و تلاوت یا اور عدد و مقدار سے (جو اس سے بڑہکر ہو) متوقع ہی جبہ اور اجر ثواب کی توقع نہین رکہتا صرف اپنی سہولت و ضبط کے لئے یہ تعیین کرتا ہی اسکے حق مین یہ خصوصیت بدعت نہین ہے ۔

یا کوئی شخص ایک ہی بزرگ کی صحبت کا التزام رکہتا ہی مگر اس التزام کو بحکم خدا و رسول واجب اولی نہین سمجہتا صرف اسوجہ معذوری سے کہ جہان وہ رہتا ہی وہان اور کوئی لائق صحبت و صاحب برکت نہین ہی یا اسکو کوئی ایسا نظر نہین آتا ہی اور وہ اور کسی کی صحبت سے فائدہ نہین اوٹہاتا اسکی صحبت کا التزام رکہتا ہی تو اسکی حق مین یہ التزام بدعت نہوگا ۔ وعلے ہذا القیاس ۔

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین آیندہ اگر کوئی صاحب اسمین نکتہ چینی کرینگے تو ہم بہی کچہہ کہینگے ورنہ خیریت فقط

کتاب مستطاب

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (جو عمل بالحدیث و اجتہاد کے لئے کافی ذریعہ ہے) آپ ہی کی توجہ سے آٹھ جلدون مین مصر مین چھپی ہے اور اب تھوڑی قیمت (۱۲۵ عہ) پر مل سکتی ہے اور **فتح الباری** شرح صحیح بخاری تالیف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (جسکی نظیر کتب اسلام مین اسکے بعد پائی نہین گئی) جناب کی عالی ہمتی سے مصر مین طبع ہو رہی ہے۔ تھوڑے عرصہ مین انشاء اللہ تعالے وہ بدست عشاق اتباع ہوگی۔ **اسی قسم کی تالیف** واشاعت آپسے بقیہ علوم کے متعلق ہوئی ہے جسکی تفصیل و توصیف مین جولانی کرنے مین سے ہمارا اشہب قلم لنگ ہے اور عرصہ قرطاس تنگ۔

شائقین تفصیل آپکی کتب مولفہ کا حال آپکی فہرست مولفات (ملحقہ کتاب منہج الوصول اور آپکے تراجم (جو اکثر تصانیف جناب کے ساتھ بطور تقریظ شامل کی گئی ہین) سے ملاحظہ فرماوین وہ میسر نہون تو ہمارے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶) کو جسمین کسیقدر انکی تفصیل ہے مطالعہ مین لاوین اور انکی اشاعت کا مشاہدہ و تجربہ جس ملک اور جس شہر سے چاہین کرلین۔

آپکی تالیف بابرکت مین ایک خصوصیت جسکو آپکی کرامت کہین تو بیجا نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا (جنکے سنت کے آپ خادم ہین) معجزہ خیال کرین تو ناروا نہین ایسے پائے جاتے ہین جو ایک عرصہ سے کتب مولفہ اہل اسلام سے مفقود ہے وہ یہ ہے کہ آپکی تالیفات آپکی حیات مین اور آپکے ہمعصرون مین مقبول و معمول بہا ہوگئی ہین اور اکثر علما ہندوستان۔ پنجاب۔ عرب۔ مصر۔ دمشق بیروت۔ بلغار یمن وغیرہ نے سر آنکھون پر رکھ لی ہین۔ تلقتہا الافاضل الفحول وھبت علیہا قبول القبول اور یہ بات اور لوگون کی تالیفات مین ایک

مدت سی پائی نہین گئی انکی تالیفات انکی مرنے کے بعد اون لوگون مین جو انکے بعد پیدا ہوے مقبول ہوئی ہین انکے معاصرین نے قبول نہین کین اسی وجہ سی اور ان ہی لوگون کی نسبت یہہ مثل "المعاصرة اصل المنافرة" یعنے ہمعصری نفرت کی جڑہ ہے مشہور ہو رہی۔

اور جسقدر آپ سی احیا سُنت واقامت خیرات وحسنات اور ازالہ بدعات واخمال منکرات (جو لوازم ونتایج منصب دوم جناب سی ہے) وقوع مین آئی ہے وہ بہی اکثر مجددین سابق سے بڑہکر ہی۔ ہماری قلم مین کہان طاقت اور ہمارے پرچہ مین کب وسعت ہی کہ ہم اسکی تفصیل کر سکین ولیکن بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ مشتے نمونہ از خروار واندکے از بسیار بطور تمثیل ایک فہرست کے ضمن مین ناظرین کی آگے پیش کرتے ہین۔

فہرست رسوم حسنہ جنکو جناب نے قایم کیا ورسوم سیئہ جنکا آپنی ازالہ کیا یا ازالہ کے درپئے ہین۔

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
	رسوم حسنہ	۶	مساجد کی مصارف بہ نسبت سابق بڑہائے گئے
۱	علماء وفضلاء بہ نسبت سابق زیادہ ملازم ودخیل ریاست ہوئے	۷	اندہی اپاج وغیرہ معذورون کی وظایف مقرر ہوئے۔
۲	طالبعلمون کی وظیفی بہ نسبت سابق بڑہائے گئے		
۳	یتیمون کی تعلیم کے لئے وقفی مدرسہ قایم ہوا	۸	رفاہ عام کے لئے شفاخانہ بڑہائے گئے اور اطباء زیادہ رکہے گئے
۴	قران پڑہنے والی لڑکیون کی وظایف مقرر ہوئے	۹	تالاب وکنوئین (جنکی بہوپال مین بہت حاجت ہی) کثرت سی کہدوائے گئے
۵	سرکاری محل مین تلاوت قران بکثرت جاری ہوئی		

نمبر	رسوم
۱۰	سڑکون وغیرہ مواقع ضرورت عام پر درخت لگائے گئے۔
۱۱	روشنی وصفائی شہر کا خرچ ریاست کے ذمہ کیا گیا۔ ریا عاسی اٹھایا گیا۔
	رسوم بدجنکا ازالہ ہو چکا
۱۲	زناکاری عام شہر کشمیر کی شہر سے اخراج سے روکی گئی۔
۱۳	گانے بجانے کی تعلیم۔ تعلیم دینے والون کی اخراج سے روکی گئی۔
۱۴	ہیجڑون کا پیشہ سیکھانا شہر سے روکا گیا۔ اور اکثر ہیجڑونکا شہر سے اخراج ہوا۔
۱۵	مسلمانون کو شراب خوری سے عام ممانعت ہوئی۔
۱۶	مسجدون کے قریب جا بجا ناجو بیاہون شادیون مین لوگ بجواتے ہین موقوف ہوا
۱۷	ریسے دربار سے سرود موقوف ہوا
۱۸	تعزیداری کی اکثر بدعتون کی ممانعت ہوئی

نمبر	رسوم
۱۹	شادی ختنہ کی رسوم خلاف شریعت کے بذریعہ اشتہارات عام ممانعت ہوئی۔
	رسوم بدجنکا ازالہ پیش نظم جناب ہے اور نتیجتاً وقوع مین آنا چاہتا ہے۔
۲۰	ہیجڑون کا بازارون مین گاتے بجاتے پھرنا
۲۱	بعض اقوام اہل اسلام کی مستورات کا شادیون مین رات کے وقت زیب و زینت کے ساتھ پھرنا کہ جو پردہ پر پھرنا۔
۲۲	آمدنی سایرات
۲۳	تعزیہ سازی اور اسکے متعلق رسوم
۲۴	حقوق جو ہدایت ورقوم سود اہل اسلام
۲۵	شہر کے باشندون کا آباد رہنا۔
۲۶	آمدنی انکاری وغیرہ سکرات
	اس رسالہ اور اظہار کو ناظرین خاص کرین جنکی تفصیل درمیان سے ہم قاصر ہین۔

نوٹ یہ رسوم بدجو جناب صاحب ہوپال نے اہل اسلام ہوپال کو موقوف کی ہے ان رسوم کی مانند بدیں جملے ورسنت انگلشیہ بھی اپنی مقامون کے ہین (جیسے تار بازی۔ ننگے پھرنا مردون کو ہیجڑا بنانا وغیرہ ذالک وغیرہ۔

اِن اوصاف کمال نواب صاحب (احیاء سنت و مراسم حسنات و اشاعت علم و ازالہ منکرات) کا اوصاف مجددین سابق الوصف سے اور انکے عیوب و خطاؤن (بقول مفتریان تصویر پر انعام دینے یا اسی قسم کی اور باتون) کا عیوب و خطاؤن مجددین سابق سے مقابلہ و موازنہ کرین پہر انصاف سے داد دیکر فرماوین کہ نواب صاحب ممدوح بنظر اوصاف کمال مجددین سابق الوصف کی نسب مجدد کہلانے کے زیادہ مستحق نہین ہین۔ ۹۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۱

نواب بہوپال کی اِن رسوم مین مداخلت و ممانعت کسیکے مذہب اور واجبی آزادی مین بے جا مزاحمت و ناجائز دست اندازی (جو اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہے) نہین ہے بلکہ اسمین اون لوگون کے مذہب کی (جنکو ان رسوم سے روکا گیا ہے) عین تائید و پیروی پائی جاتی ہے

نواب صاحب نے ان رسوم بد سے صرف مسلمان رعایا کو روکا ہے سو اونکے مذہب مین ان رسوم کا نام و نشان پایا نہین جاتا بلکہ صاف ممانعت آچکی ہے۔ زنا۔ شرابخوری ناچنا۔ گانا بجانا۔ ہیجڑون کا پیشہ کرنا خود ان لوگون کے (جو یہ کام کرتے ہین) خیال مین بھی مذہبی رسوم نہین ہین ایسا ہی عوام سنیون کا تعزیہ بنانا یا مہندی نکالنا (گو انکے خیال مین مذہبی رسم ہو مگر انکے علماء بلکہ محقق علماء شیعیہ کے خیال مین) بھی مذہبی رسم نہین ہے اور اصل مذہب اسلام مین اسکی کہین ہدایت نہین۔ پہر نواب صاحب کا ان باتون سے سنی مسلمان کو روکنا مذہبی دست اندازی کیونکر ہو سکتی ہے؟ مذہبی دست اندازی تب ہوتی جب ہندو یا عیسائی رعایا کو وہ اونکی مذہبی رسوم سے روکتے۔ یا انسے رسوم اسلام جبراً اتباع کرواتے۔ بلکہ غور سے دیکہا جاوے تو ایسی رسوم بد (مبدء شر و فساد) مین دست اندازی (انکا مذہبی رسوم ہونا مانا بہی جاوے تو) بے جا مزاحمت و واجبی آزادی مین دست اندازی و اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف نہین ہے برٹش گورنمنٹ نے خود بعض ایسی رسوم مین (جنکو اپنے خیال مین بد اور مبدء شر سمجہا ہے (گو وہ کسی قوم کی مذہبی رسم ہی کیون نہ کہلاتی ہون) دست اندازی کی ہے اور یہہ بات خلاف اصول سلطنت نہین سمجہی گئی دیکہو ستی ہونا ہندون مین ایک قدیم مذہبی رسم سمجہی جاتی ہے اور تپسیا کرکے (بہوکہے رہکر یا آگ کی تپش مین جلکر)

+ گو حقیقت مین یہ رسم مذہبی نہ ہو اور انکی کتاب مین اسکی ہدایت نہ ہو۔

اور انکی عیوب و خطا عیوب مجددین سابق سے بڑھکر ہین کہ وہ اون عیوب کے سبب اس رتبہ سے باوجود استحقاق و مقتضی محروم رہین۔

اور یہہ بھی فرمادین کہ ہمنے اور ہمارے ہمعصر علماء نے جو نواب صاحب کو انکے اوصاف کمال کی نظر سے (مجدد کہا ہے اور انکی عیوب و خطاؤنکا (حق انکے ذمہ لگائے جاتے ہونگے خواہ واقعی انمین موجود ہون) اس خیال سے کہ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا کسیکی نزدیک (بجز اہل تشیع) شرط نہین

خودکشی کرنا بعض ہندون مین مکتی (نجات) کا سبب سمجھا جاتا ہے اور بردہ فروشی عموماً مسلمانون مین ایک مذہبی رسم ہے اور چور کا ہاتھہ کاٹنا اور زانی کو قتل کی سزا دینا ذی اعتبار مسلمانون کا اعلی مذہبی فرض خیال کیا جاتا ہے مگر انگریزی سلطنت مین اور جہانتک اسکا اختیار و تعلق ہے ان رسوم پر کوئی ہرگز عمل کرنے نہین پاتا ان رسوم مین گورنمنٹ کی مداخلت و مزاحمت کا یہی سبب ہے کہ گورنمنٹ ان رسوم مین اپنے خیال پر وفادار بھی ہے اور اون لوگون کا ان رسوم کے ادا کرنے کا واجبی حق نہین سمجھتی۔ پس اگر کسی مسلمان ذی اختیار نے کبھی رسوم بد معمولہ اہل اسلام (جیسے زناکاری و شراب خوری) کو بد و مسبب فساد سمجھا اور بنظر مصلحت عام و اصلاح انتظام اس سے اپنے ماتحت مسلمانون کو روکدیا (گو اپنے خیال مین کوئی ان باتون کو مذہبی رسم سمجھے لے) تو اسپر بے جا مزاحمت و ناواجبی مذہبی دست اندازی کہان پائی گئی یہ جائے کہ وہ رسوم درحقیقت مذہبی رسوم نہون مذہب ان رسوم سے خود مانع ہو۔

بعض متعصب یا پالیسی گورنمنٹ سے ناواقف انگریز ایسی مسلمانون کو (جو اپنے حدود اختیار مین اپنے ہم مذہب اقوام مین مذہبی رسوم کو جیسے گورنمنٹ مانع نہین جاری کرنا اور ان رسوم کے مخالف رسوم سے روکنا چاہتے ہین) حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور متعصب خیال کرتے ہین مگر جو خود تعصب سے خالی ہین) اور پالیسی گورنمنٹ سے خوب واقف ہین (جیسے ہمارے ہردل عزیز فیاض ولیبرل گورنر جنرل لارڈ رپن بالقابہ ہین (خدا اونکو اپنی مرضیات کی توفیق بخشے) وہ ایسے مسلمانون کو پکا دیانت دار اور گورنمنٹ

اور اس قسم کے عیوب مجددین سابق مین بہی پاے گئے ہین لحاظ و اعتبار نکیا تو اسمین ہمنے کونسی آیۃ یا حدیث یا اجماع امۃ یا تعامل سلف کا خلاف کیا اور کیا گناہ ہمسے ہوا ۔ ؟

شاید ہماری معترض ہمسے اسبات پر آشفتہ خاطر ہون کہ ہمنے صرف نوابصاحب ہی کو مجدد کہا ہی اور علماء وقت خصوصًا (معترض کے ہموطنون (لکہنو والون) کو مجدد نہین کہا ۔)

اسمین ہمارا **عذر** و جواب یہ ہی کہ ہمنے وہ مضمون (جسمین نواب صاحب کو مجدد لکہا ہے) بالاستقلال مجددون کے بیان مین نہین لکہا کہ اسمین مجددین لکہنو وغیرہ کا بہی ذکر آجاتا اور تو کسیکا ذکر کیا ہوتا ہمنے اپنی شیخ حجۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا **سید محمد نذیر حسین** محدث دہلوی کا ذکر بہی نہین کیا اور اگر وہ مضمون مجددون کے بیان مین ہوتا تو ہمسے اپنی شیخ کا جنکو ہم اسوقت اول درجہ کا مجدد جانتے ہین ذکر کیون چہوٹتا **آیندہ** ہم اگر مجددون کے بیان و تعداد مین کوئی مضمون لکہینگے تو اسمین ہم مجددین لکہنو وغیرہ کا نام بہی ضرور درج کرینگے ۔ بشرطیکہ ہمارے معترض ہمکو اونکے ایسے اوصاف کمال بتادین جیسے ہمنے نوابصاحب کے اوصاف نقل کئے ہین ۔

تفصیل شق اول

(یعنی نواب صاحب کا انعام ندینا)

ہمنے جس روز وہ اخبار جسمین نوابصاحب پر یہ نکتہ چینی (کہ انہون نے تصویر پر انعام

در رعایا کا پورا وفادار خیال کرتے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ جسکو خدا کا مذہب کا پاس نہین اسکو دنیا کے حکام کا رعایا کا کیا پاس ہوگا اور جو خدا کا مذہب کا پکا مطیع ہوگا وہ دنیا کا حکام کا رعایا کا بہی سچا وفادار رہیگا و حق شناس ہوگا ۔

دیا یا دلوایا ہی) کی گئی اور ہمپر یہ چٹکی (کہ ہمنے انکو ایسی حالت کے ساتھہ مجدد کہا ہی) لی گئی ہی پڑہا تو اسی دن فوراً خط متضمن دریافت اصل حال روانہ بہوپال کیا۔ وہانسی یہہ جواب آیا کہ یہ خبر بالکل بے اصل و پوچ ہی۔ نوابصاحب نے کسی مصور کو انعام نہ جیب خاص سی دیا ہی نہ سرکار سی دلوایا ہی ایک لکہنو کے مصور نے ایک اہلکار ریاست (نایب مدار المہام) کے ذریعہ سی سرکار سی انعام پایا ہی نوابصاحب کو اس کارروائی کا علم بہی نہین ہوا چہ جاے کہ انکی رضا یا سعی پائی گئی ہو اب ہمارے دوست معترض موت کو۔ قیامت کو۔ قریب سمجہہ کر اور آیۃ لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا اور حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث لکل ما سمع پیش چشم رکہکر انصاف سی فرماوین کہ اس کارروائی (انعام مصور مین) نواب صاحب کا کیا دخل ہی اور اسمین انپر یا ہمپر کیا الزام۔

آپکی تصویر قد آدم کا کہینچا جانا اور تاج المحل بہوپال مین رکہا جانا بہی آپکی رضا و اختیار سی نہین ہوا تصویر کشی تو دربار قیصری مین ہوئی تہی جہان اور نوابون اور راجگان وغیرہ کی بہی فوٹوگراف مین تصویرین اوتاری گئی تہین اسمین نواب صاحب کی بے اختیاری مخفی نہین ہی ناظرین و معترضین خود خیال کر سکتی ہین کہ نوابصاحب اس مجلس سے اوٹہہ سکتی تہی یا تصویر اوتارنے سی منع کر سکتی تہی۔

اور تاج محل مین اس تصویر کا رکہا جانا بیگم صاحبہ رئیسہ کے حکم سی ہوا ہی نوابصاحب اسمین بہی ہرگز ہرگز راضی نہین ہین۔ وہ تصویر کہنچنی یا کہنچوانی یا اختیاراً‡ گہر مین رکہنی کو

† جسکا تجہے علم نہو اسکے پیچہے مت لگ کان آنکہ اور دل سب سی سوال ہوگا۔

‡ آدمی کو جہوٹہا ہونے یا جہوٹ بولنے کے لئے یہی کافی ہی کہ ہر سنی بات (بلا تحقیق) کہدے۔

‡ اختیاراً کی قید اسلئے لگائی گئی ہی کہ بلا اختیار تو اسوقت تمام ہندوستان بلکہ عربستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی گہر کسی مقدس سی مقدس (مولوی صوفی ولی متقی) کا بہی ایسا نہ ہوگا جسمین بے اختیار تصویر موجود نہو آج کل اکثر اشیا ساخت یورپ و یوروپین اشخاص (روپیہ پیسہ بیگ لمپ چہری کپڑہ وغیرہ وغیرہ)

بہت بُرا جانتے ہین یہہ بات ہمکو ایک خاص مراسلہ سے معلوم ہوئی ہے۔
اسپر اگر کوئی سوال کرے کہ نواب صاحب کو (بیگم صاحبہ) رئیسہ سے
ایسا تعلق ہے کہ اسکے ذریعہ وہ جو چاہین ریاست مین کرڈالین پھر وہ رئیسہ کو ایسے
امور سے کیون مانع نہین ہوتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ باوجود اس تعلق کے آخر محکوم
ریاست ہین بااختیار حاکم نہین ہین کہ جو چاہین فوراً کرادین۔ ہان حسب موقعہ و مقتضائے
مصلحت نیک صلاح دینے کا حق و منصب رکھتے ہین سو انہون نے بہت موقعہ پر ایسا ہیسون منکرات
کو ریاست سے ہٹایا جسکا نمونہ فہرست مین بتایا گیا ہے اور ہنوز کئی منکرات باقی ہین (جنمین یہ
امر جس سے بحث ہے بھی داخل ہے) انکے ازالہ کے وہ فکر مین ہین خدا نے چاہا تو فتیق کو بڑھایا
تو رفتہ رفتہ ان سبھی منکرات کا انقلاع ہوگا اور ہوپال بلدۃ طیبۃ ورب غفور کا مصداق
ہو جائیگا۔ اسوقت تک جسقدر ریاست ہوپال سے منکرات کا ازالہ ہوا ہے
یہ سبھی جناب کی کرامت و برکت ہے اس قسم کا تعلق انکے مدعیان
ہمدردی کو کسی ریاست سے حاصل ہو تو ہمکو امید نہین کہ انسے اسکا عشر
عشیر بھی ہوسکے بلکہ یہہ خوف ہے کہ انکو ایسے منکرات مین رئیسون
کے تابع اور شامل حال ہونا پڑے یہ آپ ہی کا کام تھا جو تھوڑے
عرصہ مین۔ کر دکھایا۔ هذا ما اعتقده فيه واحسب والله حسيبه
وهو بكل شئ حسيب۔

یہہ مضمون گویا تضمون نواب صاحب ہوپال اور انکی بابرکت تالیفات کا بقیہ
ہے۔ اسوجہ سے اسمضمون کا مابقی مستقل طور پر لکھا نہین گیا۔

تصویر سے خالی نہین کسی مقدس و متقی کا گھر ہین اور کبھو ہوا تو دیوار سلائی کا مکس ہی نہ ہوگا وہ تو تصویر سے
خالی نہیں تمام تر معتبر تصاویر (جنکا جائز ہونا اختیار کیا ہے علاوہ تصویر راز اختیار کرنے اور کتابون کی کاغذی رنگ بے الرنگ ہونے
جسکو کتابون و دیلمون کی تصویرون کی ملک لگ ہوتی ہے) ہمارے اس مدعا پر دلالت کرتے ہین یکایک اضطراراً ابطا اختیار تصویر گیرنے۔ کہنے سے کوئی شخص
منع نہین سکتا ہان بحث اگر کوئی تصویر کے گھر مین رکھنے یا پیر ہونے کی جائز ہونے کی بالفعل ہے جسکی معلوم ہوتی ہے جب کوئی یہہ بحث نہین
کرتا تو ہمکو کیا حاجت ہے کہ تصویر کے گھر مین جائز ہونے یا نہ ہونے مین بحث کرین اور جو ہوپال مین ہے وہ ناجائز ہے تو اسکو ہم اور مزید بحث کرکے

بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ

ہند کے مسلمانون مین کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہین ہے خواہ انکو کوئی دشمن انکا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو ہے بھی یون اسلئے کہ معرکۂ حال مصر مین جسطرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی وجانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اسکے جواب مین جناب لارڈ پرن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بتحریر خریطۂ خط شکریہ بیگم صاحبہ کا مع اینجانب ظاہر فرمایا۔ اسیطرح دیگر ریاستہائے ہند نے بھی اظہار خیرسگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو خوشی حاصل ہوئی۔ الحاصل یہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالی برٹش گورنمنٹ کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ مسلمانان رعایائے ہند و ریاستہائے ہند مین کوئی بدخواہ اس دولت عظمیٰ کا نہین ہے اور جن مسلمانان ریاستہائے وغیرہ پر دشمن انکے تہمت وہابیت لگاتے ہین وہ ہرگز وہابی نہین اور اصل مذہب صحیح اسلام مین سند جہاد کا کسطرح پر ہے اور غبار اہل اسلام کا بعض امراء مسلمین جنکی نسبت ایسی مخبری غلط بھی ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ و رسم سے بالکل بری ہین ہیوپال سے بہت پھیر وزیر الدولہ بہادر مرحوم رئیس ٹونک کو یاردن نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلئے کہ انھون نے بعض رسوم فتنہ انگیزی کو اپنی ریاست سے یکقلم موقوف کرادیا تھا جیسے تعزیہ سازی پیر پرستی گورپرستی وغیرہ لیکن زمانہ قدر ہندوستان مین وہ کیسے خیرخواہ سرکار انگریزی کے نکلے اسیطرح ریاست ہیوپال اور متوسل اسکے خواہ اخوان ریاست ہون جو خاندان خاص بانی ریاست سیان وزیر محمد خان بہادر مرحوم مین مین یا اہلکار ریاست بڑے ہون یا چھوٹے سب خیرخواہ نورمنٹ عالیہ ہیں اور یہ ریاست اس امر مین فایق ہے سب ریاستون پر لیکن مفسد لوگ جبکو جو چاہتے ہین کہہ تے ہین سو یہ رسالہ ان غیبون کا بھی مددگار رہیگا جو بلا وجہ دشمنون کی تہمتون مین پھانسے جاتے ہین اور جو

مین مشغول بعبادت رہتا تھا یہان تک کہ اپنے مقصود پر فایز ہوا۔ ابن سعود بھی نماز کا پابند تہا کہ ہر نماز اپنے وقت مین ادا کرتا تہا اور یہی شان اور علماے وہابیہ کی بھی تہی اور بعضون نے کہا کہ عبدالقادر مذکور نے عبدالعزیز کو اپنے عیال کے عوض مین قتل کیا کہ وہ اسکی تلوار سے کربلا مین مارے گئے تھے عبدالعزیز نے اپنے بیٹے سعود کو خلیفہ کیا تمام ہوا مضمون آثار الاوہار کا۔

(۳) تیسرے سعود جو بیٹا عبدالعزیز کا ہے جب اپنے باپ کی جگہہ پہ بیٹھا ۱۸۰۳ء مین اسکا حال آثار الاوہار مین یون لکہا ہے کہ وہ کریم النفس عالی ہمت دانا و مضبوط اور ادیب اور عالم اور بہادر تہا اور اپنی عالی ہمتی سے بڑے بڑے کامون پر اقدام کرتا تہا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب سے بہ نسبت اور بہائیون کے باپ کو بہت پیارا تھا اور باپنے اسکو کئی بار لشکرون کا سردار کرکے جا بجا قریب و بعید ملکون مین روانہ کیا تہا اور وہ لشکر وہابیہ کئی جگہہ فتحیاب ہوا اور اسمین تدین اور علم اور عدل تھا اسلئے خاص اور عام اسکی طرف میلان رکہتے تھے اور اجراے احکام مین ایک شمشیر برہنہ تہا اور مجرمون کو سخت سزا دیتا اور ابطال اخلاق مین اوس نے بہت کوشش اور فریضہ رمضان کی حفاظت مین بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اسکا خادم رہا اسکے ایام امارت مین اور موافق رہا اسکی دولت مین یہانتک کہ جب سعد مر گیا اسکے گہر والون مین ایک بلا پڑ گئی اور انمین پھوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تہا اور بڑے لشکر والا اور اسکی ڈاڑہی اور مونچہون کے بال ہیبت کے ہنچہ تھے سوا اس وجہ نے اسکا نام ابی الشوارب رکہا تہا اور اسکی پہلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسری سے تین اور جب اسکے باپ عبدالعزیز نے انتقال کیا اسوقت سعد حجاز مین غالب شریف کی لڑائی مین مشغول تہا اور غالب شریف کے لشکر کے بندکردے تھے اور غالب نے مغلوب ہوکر اسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور یہی غالب جب مدت مین لوٹ کر آیا اور وہابیون

غافل پاکر چاہا کہ اُن پر تسلّط کرے سعود نے اُسکی بہت تعظیم وتوقیر کی اور اپنے نزدیک رکھا پھر بنی حرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اُن کے شہروں میں اُس نے بہت خون ریزی کی اور شہر ینبع میں اُترا اور وہاں کے لوگوں نے اُسکی اطاعت قبول کی پھر مدینہ منورہ میں گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کردیا اور اُسکے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لیگیا بعضوں نے کہا کہ ساٹھ اونٹوں پر بار کرکے خزائن لیگیا اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر نمرین شیخ نجدی حرب کو حاکم کیا اور لوگوں کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈھانیکا قصد کیا مگر اہل مرکا مرتکب ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے اور شام اور مصر کے لوگوں کو حج نصیب ہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہ ہوسکے اور اواخر ۱۸۰۳ء میں سعود نے ابونقطہ کو جو عسیریوں کا شیخ تھا اپنے لشکر کے پیادوں کے ساتھ صنعا ویمن کے شہروں میں بھیجا اور اُس نے اُن شہروں میں داخل ہوکر بہت خونریزی کی اور لحیا اور حدیدہ کو غارت کیا پھر اپنے شہروں میں لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعا نے دعوت وہابیہ قبول کی کہ اُن کے شر سے اپنے شہر کو بچاوے اور تمام بلاد حجاز نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور حکم اسکا تمام بلاد عرب میں پھیل گیا سوائے حضرموت کے اور بعض قری یمن کے غرض سلطنت اُسکی بہت عریض وطویل ہوگئی۔ پھر سعود نے اپنی لشکر کئی بار بصرہ کو بھیجے اور مابین النہرین اُنہوں نے بڑی خون ریزی کی اور بصرہ میں داخل ہوئے پھر اپنے حرک غلام کو صحرا شام کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جاکر وہاں قتال کیا اور حلب تک ان کا تعاقب

اور بعض لشکری اُسکے فرات سے پار اُترے اور وہان کے ملکون مین لوٹ مار اور
قتل وقمع کی اور بغداد کے اور اُنکے بیچ مین تہوڑی مسافت باقی رہگئی اور اس اثنا
مین ابی نقطہ عسیری اور حمود صاحب صنعا مین لڑائی جاری تھی اور ۱۸۰۹ء مین
یوسف پاشا والی شام ہوا اور اُس نے وہابیون کی لڑائی مین بڑی کوشش کی اور
اپنی مراد کو نہ پہنچا اور اُسی سال مین خلیج عجمی پر اسطول انگریزی آیا اور اُس نے راس
خیمہ پر گولہ باری کی کہ وہ ویران ہوگیا اُسکے رہنے والے چور تھے کہ وہ رہزنی انگریزونکی
کرتے تھے اور اُن کے جہازون کو لوٹ لیتے تھے اور ۱۸۱۰ء مین سعود نے بلاد شام
کیطرف چھ ہزار سوار لیکر ارادہ کیا اور اسمین پہونچکر بڑی خونریزی کی اور (۴۵)
شہرونکو وہان کے خراب کیا یہانتک کہ اُسکے اور دمشق کے بیچ مین دو دن کی راہ
رہگئی اور وہانکے لوگ اُس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو اُس سے مقابلہ کرنیکی طاقت
نہ تھی مگر سعود وہین سے فتح پاکر لوٹ گیا اور پہر اسکو خبر لگی کہ بعض سردارون بلاد حائک
نے اُسکی طاعت اور انقیاد سے انکار کیا اُسنے اوسیوقت اپنا کچہہ لشکر اُس جانب روانہ کیا
اور اُس نے اُنکے شہرون مین داخل ہوکر وہان کے چہوٹے بڑونکو تہ تیغ کیا۔
اور وہان دس ہزار آدمی تھے سو اُنمین سے ایک بھی نہین بچا اور جب امر وہابیت
نے اُسکے وقت مین خوب زور پکڑا اور اُنکا رعب وداب لوگون مین زیادہ ہونے لگا
تب سلطان محمود خان نے اُنکے دفع کا ارادہ کیا اور اُنکے شر سے لوگون کو بچانا چاہا
سو اُس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکہا کہ ان لوگون کو بزور بلاد حجاز سے نکالدو اور
انکی حکومت اور ولایت حرمین شریفین وغیرہما سے اُٹھا دو سو اُس نے توشہ اور
لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر تیار کر لیا اُسپر طرسون پاشا نے اپنے
بیٹے کو امیر بنا کر روانہ کیا لشکر وہان سے اسطول روانہ ہوکر (۲۸) جہازون
مین براہ سویس ینبع تک پہنچا اور تشرین مین اُترا اوایل ۱۸۱۱ء مین پھر ینبع سے

مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اسکی راہ مین بدر اور صفراء پر غلبہ کیا پھر عبداللہ
بن سعود اور اسکے بھائی نے اس لشکر سے مضیق جدیدہ مین کہ وہ قریب ایک
منزل کے ہے مدینہ سے ملاقات کی اور بڑا مقاتلہ ہوا لشکر نے شکست کہائی سب
اموال و اثقال اسکے وہابیون کے ہاتھ آئے اور چار توپین معہ سامان حرب انکے
ہاتھ لگین پھر طرسون پاشا انکی قید مین دوبارہ آیا اور مدینہ کیطرف تشرین اول
سنہ ۱۸۱۲ مین مدینہ پہنچا اور سارے شہر کو گھیرا اور تشرین ثانی مین سن مذکور سے مدینہ
مین داخل ہوا اور وہابیون کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار وہان جاری کی
اور بعضی وہابی قلعہ مین متحصن ہوئے جب انکا توشہ تمام ہوگیا تو انہون نے
امن چاہی اور طرسون نے انکو امن دی جب وہ قلعہ سے باہر نکلکر مدینہ سے دور
گئے ایک لشکر نے اُنپر حملہ کیا اور اُنمین سے کسیکو نہ چہوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور ۱۸۱۴ء
مین طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اسمین اور وہابیون
مین کئی لڑائیان ہوئین اور مصری قنفذہ پر اسی سن مین غالب ہوئے اور
تہوڑی عرصہ مین وہابیون نے اُنپر حملہ کیا اور مصری بہاگ نکلے اور وہابی شہر
مین داخل ہوئے اور قتل وقمع شروع کیا اسی ایام مین سعود بن عبدالعزیز جنکا
ہم حال لکہہ رہے ہین اُسکا انتقال ہوا مرض بخار مین اور یہہ معاملہ آٹھوین جمادی الاول
سنہ ۱۲۲۹ ہجری (۲۸) نیسان کو سنہ ۱۸۱۴ میلادیہ مین ہوا عمر اُسکی اڑسٹھ برس کی تھی
چوتھے عبداللہ بیٹا اُسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکہہ چکے مرد شجاع تہا اور
اور باپ اکثر امور مین اسپر اعتماد رکہتا تہا اور وہ علو ہمت اور جنگجوئی اور بہادری
مین اپنے باپ سے بڑہکر تہا مگر صاحب غرض ایسا نہ تہا جیسا اسکا باپ تہا اور وہ محمد علی پاشا
عزیز مصر کے مقابلہ مین درہم برہم ہوگیا اور عزیز مصر حجاز مین آیا اور اپنے لشکر کا
تفقد حال کیا اور اُن سے مدد لیکر بلاد حجاز مین بہت خون ریزی کی اور وہابیون پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

غالب ہوا اور لوگون کو اُنکی شر سے امان دی پھر عزیز مصر مکہ مین لوٹ آیا ۱۸۱۸ء
مین اور ابن سعود سے صلح طلب کی اِس شرط سے کہ وہ جو چیزین مزار نبوی سے
لوٹ لیگیا ہے پہیر دے اور اگر نہ پہیریگا تو لشکر عزیز کا درعیہ مین داخل ہوکر بالکل
استیصال درعیہ کا کرے گا ابن سعود نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور عرب نجد کی طرف
چلا کہ طرسون پاشا سے ملے کہ وہ خُبرہ مین جو قصیم کے حوالی مین ہی اُترا ہوا تہا
اور ابن سعود شنان مین اُترا جو خبرہ سے کئی گہنٹے کے راہ پر ہی اور وہان مصریون
کی راہ بند کی انکو گہیر لیا وہ اُنکے لشکر کے کثرت سی ڈرے اِن سی صلح چاہی اِسمین
ابن سعود کے ساتہہ مصریون نے فریب کیا ابن سعود نے اُنکی صلح مان لی وہ صلح ابن سعود
اور طرسون کے درمیان ان شرطون کے ساتھ ٹہیرے کہ وہان سے کچہہ مزاحمت نہ کی
جاوے اور حج کی انکو اجازت دی جاوے بغیر مزاحمت کی اور مصری لوگ قصیم کو چہوڑ دین
اور ان مشایخان عرب کو پہیر دین جو ابن سعود کی عہد شکنی کرکے مصریون مین
ملگئے تہے اور اقرار کرین سلطان کی سلطنت کا سوائی اسکے اور شرطین مقرر ہوئین
اور طرسون پاشا اپنا لشکر لیکر خبرہ سے رض کیطرف لوٹا پہر وہان سے مدینہ گیا اور اواخر خزیران
۱۸۱۵ء مین مدینہ مین داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہان نہ پایا اِسلئے کہ وہ مصر کو کسی
ضرورت سی چلا گیا دو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پروانہ صلح طلب
کیا اُس نے انکار کیا اور کہا ہم صلح نہین کرتے جبتک کہ احسا جو ایک عمدہ اور نہایت
ارزانی کا ملک تہا وہابیون کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ دونون
قاصد بے نیل مرام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریون کی ابن سعود کو بُری لگی اور دوبارہ
لشکر اُن کے مقابلہ کو تیار کیا اور یہی حال ۱۸۱۶ء تک رہا اور شہر اب مین سنہ مذکور
سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر گران لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی
مین بڑی کوشش کی اور اُنکے شہرون کے لینے مین بڑی سعی بجا لایا اللہ نے

(باقی آئندہ)